www.naqshbandiaowaisiah.com

ماھنامہ

المرشد

اکتوبر
2005

اللہ
رسول
محمد

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّىٰ وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّىٰ

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

"قطرینہ" کے سمندری طوفان" نے امریکہ کا اصل چہرہ بے نقاب کر دیا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ المرشد

بانی: حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست: حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

اکتوبر 2005ء رجب/شعبان ۱۴۲۶ھ

جلد نمبر 27 ✱ شمارہ نمبر 03

فہرست مضامین

1- اداریہ	محمد اسلم	03
2- اقوالِ شیخ	امیر محمد اکرم اعوان	04
3- یہود و نصاریٰ سے تعلقات کی نوعیت	امیر محمد اکرم اعوان	06
4- اکرم التفاسیر	امیر محمد اکرم اعوان	14
5- سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	21
6- رمضان المبارک کی برکات	امیر محمد اکرم اعوان	25
7- عذاب الٰہی اور ہماری عقل؟	حسام احمد سید	33
8- گوشہ خواتین	انتخاب	35
9- طب و صحت (سلسلہ وار)	ڈاکٹر محمد اقبال ظفر	38
10- اجزائے تصوف	ساغر اویسی	40
11- مکتوبات (سلسلہ وار)	حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ	43
12- غبارِ راہ (سلسلہ وار)	امیر محمد اکرم اعوان	46
13- طریق السلوک (سلسلہ وار)	آسیہ اسد اعوان	49
14- اسلام کی چار بنیادیں (سلسلہ وار)	ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰؒ	52
15- تبصرہ کتب	حیات طیبہ (اول)	55

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر: ضمیر حیدر

سرکولیشن مینجر: رانا جاوید احمد

کمپیوٹر ڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

بدل اشتراک

پاکستان	250 روپے سالانہ
بھارت، سری لنکا، بنگلہ دیش	
مشرق وسطیٰ کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فار ایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

انتخاب جدید پریس — لاہور 042-6314365

ناشر — پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المرشد، اے-ٹی-ایم-بلڈنگ پل کوریاں، سمندری روڈ، فیصل آباد — فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المرشد، اویسیہ سوسائٹی، کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور — فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

غزل

کیا کہتا ہے ناصح لوگو روکو اس دیوانے کو
ہم نکلے ہیں سر کٹوانے یہ نکلا سمجھانے کو

موت فنا کا نام نہیں ہے یہ تو اک دروازہ ہے
گزریں گے سب عاشق اس سے تیری دید ہی پانے کو

مردہ ہیں وہ اس دنیا میں جو دل عشق سے خالی ہیں
عشق فنا سے بالاتر ہے' کردو خبر زمانے کو

سود وزیاں کی باتیں چھوڑو عاشق یہ کب سمجھیں گے
ناصح بات سناؤں ان کی' چھیڑوں اس افسانے کو

ہے دنیا رنگین' تو ساقی اس سے ہم کو کیا مطلب
ہم آئے ہیں اس دنیا میں پیاسے پیت لگانے کو

اپنا دل تو اجڑ چکا ہے' لٹ بھی چکا ہے' جل بھی گیا
آؤ عبرت کا ساماں ہے دیکھو اس ویرانے کو

خاک نشینوں کو مت چھیڑو ان کے حال پہ رہنے دو
ان کے پیر کی ٹھوکر ورنہ دے گی الٹ زمانے کو

جیسے جیسے بادل برسیں' برسیں میری آنکھیں بھی
تیری یاد کے آنسو ان میں رکھے ہیں برسانے کو

دانشمندی اچھی شے ہے پر سیماب جی بات سنو!
شمع جلے تو یہ سمجھانا تو جا کر پروانے کو

کلامِ شیخ

سیماب اویسی

امیر محمد اکرم اعوان، سیماب اویسی کے قلمی نام سے شاعری کرتے ہیں۔ آپ کے کلام کے مندرجہ ذیل مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔

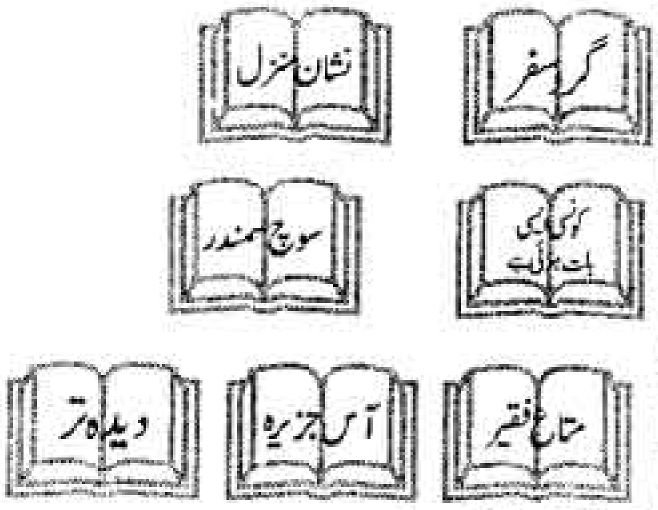

آپ کی شاعری کیا ہے؟

فرماتے ہیں:۔

''میری شاعری میری کیفیات اور میرے جذبات کے اظہار کے علاوہ کچھ نہیں۔ یہ اشعار کیسے ہیں؟ ان کا معیار کیا ہے بلکہ یوں کہیئے کہ یہ اشعار ہیں یا نہیں' اس کی مجھے خبر نہیں' اس لئے کہ میں نے یہ فن سیکھا ہے اور نہ اس کے اسرار ورموز۔ میں نے بہت سیکھا یا کم' سب کچھ محض اپنے عظیم شیخ کی توجہ اور نگاہ کا حاصل ہے۔

اگر ان اشعار میں واقعی کوئی کمال نظر آئے تو یہ اللہ کی عطا اور شیخ المکرم کا فیضِ نظر ہے اور اس کے سارے سقم کی ذمہ داری میری کمزوریوں کا نتیجہ ہے۔

اللہ کرے میں جو چاہتا ہوں وہ کہہ سکا ہوں اور جو کہہ گیا ہوں وہ کسی کی سمجھ میں آسکے تو میں نے اپنا مقصد حاصل کرلیا کہ بندہ صرف بات پہنچا سکتا ہے باقی سب توفیقیں اللہ کو ہیں۔''

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ

گذشتہ دنوں امریکہ کے علاقے نیو آرلینز میں امریکی تاریخ کا بدترین سمندری طوفان آیا جسے قطرینہ کا نام دیا گیا۔ اس بے رحم سمندری طوفان سے لاکھوں امریکی متاثر ہوئے اُن کے گھر برباد ہوئے اور ہزاروں قیمتی جانوں کا نقصان ہوا۔

اس طوفان سے ہونے والے انسانی نقصان پر دنیا میں جہاں افسوس کا اظہار کیا گیا وہاں امریکی حکومت کی لاپرواہی اور غفلت پر تنقید بھی کی گئی۔

قطرینہ نامی سمندری طوفان جس علاقے میں آیا وہاں پر اکثریت کالے اور غریب لوگوں کی تھی۔ امریکی حکومت نے طوفان آنے سے قبل اُن کے بچاؤ کیلئے کوئی قدم نہیں اٹھایا اور پھر طوفان کے ایک ہفتہ بعد بھی کوئی امداد نہیں بھجوائی۔ طوفان سے جہاں گھر برباد ہوئے وہاں پر انسانی لاشیں پانی میں تیرتی نظر آئیں اور اُن لاشوں کو طوفان کے سات روز بعد بھی اٹھایا نہ گیا۔ قطرینہ کے اس سمندری طوفان نے امریکی سماج کی غیر منصفانہ، طبقاتی اور نسلی تفریق سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ اہل عالم نے طوفان کے حالات و واقعات پڑھتے اور دیکھتے ہوئے امریکہ کا اصل چہرہ بھی دیکھ لیا نیز نیو یارک اور دوسرے شہروں کی مصنوعی اور مرعوب کن چکا چوند کے پیچھے ناچتی غربت اور تڑپتی انسانیت کو بھی ملاحظہ کیا۔

جو علاقے طوفان کی زد میں آئے ان میں لاکھوں ایسے انسان آباد تھے جو لاچارگی، بے بسی اور غربت کے ہاتھوں اس حد تک مجبور تھے کہ جہاں تھے وہیں پڑے رہیں۔ اُن کے پاس کوئی سواری تھی نہ جیب میں ڈالر کہ کسی محفوظ مقام تک پہنچ سکتے۔ یہ لاکھوں انسان خستہ حال گھروں میں بے بسی سے موت کا انتظار کرنے پر مجبور تھے۔ ''ٹائم میگزین'' نے عوامی رائے جاننے کیلئے ایک ہزار امریکیوں کے خیالات معلوم کئے اُن میں **62** فیصد امریکیوں نے بتایا کہ قطرینہ کے سمندری طوفان سے بدنصیب امریکیوں کو بچایا جا سکتا تھا۔ جن علاقوں کو زیادہ بربادی کا سامنا کرنا پڑا وہاں امداد ارسال کرنے میں انتظامیہ نے غیر معمولی سستی اور غفلت کا مظاہرہ کیا ہے۔

یہ غفلت صرف اس وجہ سے برتی گئی کہ طوفان زدہ علاقے میں **75** فیصد آبادی کالے لوگوں پر مشتمل ہے اور ان میں **25** فیصد افراد غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے ہیں۔ عارضی پناہ گاہوں میں مقیم لاتعداد نادار لوگوں کو پینے کا پانی اور خوراک بھی مہیا نہ کی جا سکی نیز متعدی اور وبائی امراض نے اس عذاب کی شدت اور بڑھا دی۔ اس طوفان میں سنگین جرائم کا ارتکاب امریکہ کی اخلاقی پستی کا آئینہ دار تھا۔ اخلاق سوز حرکات اور لوٹ مار کا بازار اس حد تک گرم رہا کہ امریکی سرکار کو وہاں تعینات فوجیوں کو یہ اختیار دینا پڑا کہ لوٹ مار کرنے والوں کو دیکھتے ہی گولی مار دی جائے۔

لمحہ فکریہ ہے کہ امریکہ جو ساری دنیا کا تھانیدار بنا ہوا ہے اور دوسرے ممالک کو انسانی حقوق، مساوات، جمہوریت اور معاشی خوشحالی کا درس دے رہا ہے۔ خود اس کی داخلی صورت حال کیا ہے اور وہاں انسانیت کس طرح مسائل و مصائب میں گھری ہوئی ہے۔ امریکی حکومت کو چاہیے کہ دوسروں کی تباہی و بربادی پر وسائل صرف کرنے کی بجائے خود اپنے شہریوں کا خیال کرے، اُن کی بنیادی ضروریات پوری کرے اور انہیں غربت کی دلدل سے نکالے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

☆......بندہ دل ہی دل میں اُس کی یاد کو بسائے رکھے تو وہ ایسا کریم ہے اُس کے نام میں ایسی برکت ہے کہ پھر اُس کی تجلیات دل پہ وارد ہونے لگتی ہیں۔

☆......اپنے دل میں اللہ کو بسا لو۔ اس طرح بساؤ کہ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو۔

☆......عبادت کی اہمیت نہ سمجھنا اور اُسے ترک کر دینا یہ کافروں کا فعل ہے۔

☆......ہمارا عالم یہ ہے کہ الحمدللہ ہم مسلمان تو ہیں لیکن عنداللہ ہم حاضر سروس نہیں ہیں۔

☆......جب انسان میں اللہ سے دوری آتی ہے تو انسانیت اُس سے منفی ہو جاتی ہے۔

☆......اسلام زندگی کا ایک بڑا خوبصورت' بڑا آسان' اور بڑا پسندیدہ راستہ ہے۔

☆......اللہ کی بات اللہ کے حبیب ﷺ کی بات سارا دن کرتے رہیں۔ اس لئے کہ دین کی باتیں متوجہ الی اللہ کرنے میں معاون ہوتی ہیں۔

☆......کبھی کوئی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کرتا کہ عبادت کی توفیق جو اُس نے دی ہے وہ اپنی معرفت کے لئے ہے۔

☆......صاحب کشف اپنے کشف کا مکلّف ہے اگر وہ دینی حدود کے اندر ہے' سنت کے مطابق ہے تو درست ہے اور دوسرے لوگ اُس کے کشف کے مکلّف نہیں ہیں مگر وہ خود مکلّف ہے اُسے اُس پر عمل کرنا ہوگا۔

☆......ایمان اس کمال کا نام ہے کہ بندہ جہاں ہو سلامتی کا امین اور سلامتی بانٹنے والا اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

سلامتی رکھنے والا ہو۔

☆...... جب نور ایمان نصیب ہو جائے' حق الیقین نصیب ہو جائے تو امور دنیا بھی از خود حل ہوتے چلے جاتے ہیں۔

☆...... گریہ کرنے سے نہ صرف انسانی صحت اچھی رہتی ہے بلکہ عمر بھی لمبی ہوتی ہے۔ اگر آنکھیں نہیں روئیں گی تو آپ کے بدن کا کوئی اور عضو روئے گا جس کا آپ کو پتہ نہیں چلے گا آپ کا جگر روئے گا' آپ کا دل روئے گا' آپ کا دماغ روئے گا۔

☆...... کسی کو جب آخر شب تین بجے کے بعد فجر کی نماز سے پہلے گریہ کی کیفیت مل جائے تو پھر وہی جانتا ہے اسی کو پتہ ہوتا ہے کہ اسے کیا کچھ ملتا ہے۔

☆...... حامل وحی الٰہی خاتم النبین رحمت دو عالم ﷺ اس لئے اعتکاف کرتے تھے کہ خلوت میں سرگوشیاں کرنے کی لذت ہی اپنی ہوتی ہے۔

☆...... ہر عبادت کی روح یہی ہے کہ کوئی ذرہ' کوئی قطرہ' کوئی کرن' معرفت الٰہی کی نصیب ہو۔

☆...... جو اسلامی نظام حیات کو نا قابل عمل سمجھے وہ اسلامی عبادات کو باعث ثواب کیوں سمجھتا ہے۔

☆ ہم اس لئے ذلیل ہو رہے ہیں کہ ہمارے دعوے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہیں لیکن ہماری وفائیں اپنی ذاتی اغراض' اپنے نفس اور نفس کی خواہشات کے ساتھ ہیں۔

ماخوذ از المرشد مارچ 2004ء، اپریل 2001ء

www.naqshbandiaowaisiah.com

یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلقات اور معاملات کی نوعیت

9 ستمبر 2005ء کو

دارالعرفان منارہ ضلع چکوال میں

امیر المکرم مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ کا فکر انگیز

خطاب

الحمدللّٰہ رب العٰلمین○ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ

محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم.

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم○

ولن ترضیٰ عنک الیھودُ ولا النصٰریٰ حتی تتبعَ

ملتھم.............ومن یکفر بہٖ فا ولٰئک ھم الخٰسرون○

اللھم سبحٰنک لا علملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم.

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک من زانت بہٖ العُصُروا

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اہل کتاب جن میں فی الوقت یہود اور نصاریٰ موجود ہیں یہ آپ ﷺ سے کبھی خوش نہیں ہوں گے کبھی راضی نہ ہوں گے یہاں تک کہ آپ ﷺ اُن کی ملت کے تابع ہو جائیں۔ یعنی اُن کی خوشی یا رضامندی کا ایک ہی طریقہ ہے کہ آپ ﷺ بھی اُن کی ملت اپنا لیں۔ یہود اور نصاریٰ اہل کتاب ہیں اور اہل کتاب کا ذبیحہ بھی حلال ہوتا ہے۔ اہل کتاب کی خواتین سے نکاح بھی جائز ہے لیکن کیا ان احکام کا اطلاق موجودہ یہود و نصاریٰ پہ ہوتا ہے؟ اس کا فیصلہ عہد فاروقی میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کر دیا تھا کہ جب ممالک فتح ہوئے تو بعض مسلمانوں نے یہود اور نصرانی عورتوں سے شادیاں کیں۔ جب یہ بات خلیفہ وقت تک پہنچی تو سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چھوڑ دینے کا حکم دیا' تعلقات ختم کرا دیئے اور فرمایا کہ یہ اہل کتاب نہیں ہیں۔ نہ یہودی اہل کتاب رہے ہیں اور نہ نصرانی اہل کتاب رہے ہیں۔ انہوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مان لیا اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مان لیا۔ تو اہل کتاب تو وہ تب تک تھے جب تک اُس اپنی کتاب کے عقائد پر موجود تھے۔ جس میں توحید باری بنیادی عقیدہ ہے اور جس نبی پر کتاب نازل ہوئی ہے اُس کی نبوت کو ماننا بنیادی عقیدہ ہے پھر یہ تھا کہ وہ اللہ کو تو واحد لاشریک مانتے' اپنے نبی کی بات مانتے اور اگر حضور اکرم ﷺ پر ایمان نہ لاتے تو اہل کتاب کہلاتے۔ اب تو یہ دونوں شرک میں گرفتار ہیں اور موجودہ یہود و نصاریٰ اہل کتاب نہیں ہیں۔ علی الاعلان

www.naqshbandiaowaisiah.com

تین خداؤں کے قائل ہیں بلکہ اب تو تین کی بجائے ایک عیسیٰ علیہ السلام پہ ہی زیادہ زور دیتے ہیں۔ اُن کی خدائی کے قائل ہیں تو یاد رہے کہ یہ احکام جو تھے کہ اہل کتاب کا ذبیحہ حلال ہے یا اہل کتاب کے ساتھ شادی درست ہے تو تب تک تھے جب انہوں نے یہودیوں نے عزیر علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں بنایا تھا یا جب تک نصاریٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا نہیں بنایا تھا تو ان عقائد کے بعد تو یہ مشرک ہو گئے پھر اس کے بعد انہوں نے چونکہ یہ عقیدے کتاب میں نہیں تھے۔ بنیادی طور پر ان عقیدوں کے لئے کتاب میں تبدیلی کرنی پڑی تحریف کرنی پڑی اور اُس کے بعد جب ایک بار تحریف کا دروازہ کھل گیا تو ہر امر کے لئے یہ اُس میں تبدیلیاں کرتے رہے۔ حتیٰ کہ اب بھی وہ ان کی کتابیں گرجاؤں کے رحم وکرم پر ہیں اور گرجوں میں جو لوگ بیٹھے ہیں یا اُن کی جو کمیٹیاں بنتی ہیں وہ آج بھی شرعی احکام کو تبدیل کر دیتے ہیں۔ جن میں بہت بڑی بڑی باتیں ہیں مثلاً چند سال پہلے کلیسا نے یہ اجازت دے دی کہ سسر بہو کے ساتھ شادی کر سکتا ہے اور داماد ساس کے ساتھ شادی کر سکتا ہے تو شرعی احکام میں تو وہ باپ بیٹی ہوتے ہیں اور وہ ماں بیٹا ہوتے ہیں۔ ان کے دین میں بھی یہی تھا لیکن یہ تبدیلی کلیسا نے کر دی صرف یہ ایک مثال نہیں ہے بلکہ انہوں نے سارے کا سارا دین ہی بدل دیا اور بدلتے جا رہے ہیں!

اب رہی بات کہ ان کے ساتھ دوستی ہو اُن کے ساتھ تعلقات ہوں؟ جہاں تک تعلقات کی بات ہے تو کسی بھی کافر کے ساتھ دنیوی معاملات رکھنا کوئی جرم نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی غیر مسلموں کے پاس مزدوری کی ہے' ملازمت کی ہے۔ لین دین کرنا یا کسی غیر مسلم کی دکان سے سودا خریدنا اُس کے ساتھ خرید وفروخت کرنا یہ کوئی عیب نہیں ہے اور اُس کی اجازت ہے انسانی معاشرے میں رہتے ہوئے۔ ایک درزی ہے وہ غیر مسلم ہے آپ اُس سے کپڑے نہ سلوائیں ایسی کوئی بات نہیں ہے یا دیگر اس طرح کے معاملات دنیا میں اجازت ہے لیکن جب معاملہ دلی محبت کا آتا ہے کہ ہماری آپس میں دلی محبت ہو فرمایا یہ دلی محبت تم سے تب تک نہیں کریں گے جب تک تم ان کی تہذیب کو ان کے نظریات کو اپنا نہیں لو گے میں نے ملت کا ترجمہ تہذیب کر دیا ہے۔ ملت کا ترجمہ جو قرآن حکیم میں لکھا ہوا ہے وہ تو مذہب ہے کہ ان کے مذہب کے جب تک پیرو نہ ہو جاؤ اور مذہب بھی تہذیب ہی ہوتی ہے دین جو ہوتا ہے وہ اللہ کا بتایا ہوا راستہ ہوتا ہے مذہب کا لفظی ترجمہ بھی ایک راستہ ہے' ایک چلن ہے' ایک طرز حیات ہے۔

علامہ ابن خلدون رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے اپنی مشہور کتاب ''مقدمہ ابن خلدون'' میں لکھا ہے کہ اگر آپ اپنا لباس جو ہے وہ بھی بدل لیتے ہیں اور کسی دوسری قوم کا لباس اختیار کرتے ہیں تو اُس میں بظاہر تو کوئی قباحت نہیں ہے چونکہ شرعی طور پر تو ستر عورت فرض ہے کسی لباس سے بھی آپ بدن ڈھانپ لیں وہ ٹھیک ہے لیکن وہ فرماتے ہیں کہ جب کسی خاص قوم کا جو مخصوص لباس ہے جو بندہ وہ اپنا لے' رفتہ رفتہ اُس کی بہت سی بُری عادتیں بھی اُسے پہلے ہلکی لگتی ہیں کہ کوئی خاص بُرائی نہیں ہے پھر بالآخر اُن عادتوں میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے اُن سے میل ملاقات میں بیٹھنے اٹھنے میں اور جس قوم کا لباس کوئی اپناتا ہے اُس کی بہت سی بُرائیاں اُس کی نظر میں کم بُری لگتی ہیں پھر خوبیاں لگنے لگتی ہیں اور یہ راستہ عقائد ونظریات تک بھی لے جاتا ہے بالآخر عقائد بھی مجروح ہو جاتے ہیں اور اُن جیسے عقیدے اپنا لیتا ہے۔

آپ یہاں کی برصغیر کی بات کیجئے۔ برصغیر میں جب اسلام آیا تو دو تہذیبیں برصغیر کی تہذیب اپنی تھی اسلام کی تہذیب اپنی تھی' اُن کا لباس اپنا تھا' مسلمانوں کا لباس اپنا تھا' اُن کے کھانے پینے کے انداز اپنے تھے مسلمانوں کے اپنے تھے' لیکن رفتہ رفتہ جب تہذیبیں ایک ہونے لگیں شروع میں لباس ایک ہوئے پھر دوستیاں بڑھیں محبتیں آئیں پھر کچھ حکمران ایسے آئے جنہوں نے کہا مل جل کر رہنا ہے تو پھر بات آپس میں شادیوں تک جا پہنچی۔ ہوا کیا' ہندو تو ہندو ہی رہا لیکن مسلمان نہ صرف لباس' عادات وخصائل اور بالآخر اُن کے عقائد ونظریات بھی اپنا بیٹھے آج ہم میں اکثر بدعات جو جاری وساری ہیں یہ ہندوؤں کی رسومات ہیں۔ عام معمول میں عام زندگی میں شادی بیاہ پر' کسی کے مرجانے پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

بے شمار ایسی رسومات کی جاتی ہیں جو ہندوؤں کے ساتھ مختص تھیں اور اسلام میں جن کا کوئی وجود نہیں ہے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس کا سبب وہی تہذیبوں کی یک رنگی بنا۔ یہ شروع شروع میں تہذیب میں مشارکت ہوئی اور رفتہ رفتہ ایمانیات تک چلی گئی۔ آج ہندوؤں کی جو رسمیں ہم نے اسلام میں داخل کر لی ہیں آج اُن پر کوئی اگر تنقید کرے اور منع کرے تو اُسے کہا جاتا ہے کہ یہ صحیح مسلمان نہیں ہے یعنی اتنی وہ رچ بس گئی ہیں کہ انہی رسومات کو اسلام سمجھ لیا گیا ہے۔

یہی حال دوسری تہذیبوں سے آمیزش کا بھی ہے تو اللہ کریم فرماتے ہیں کہ اگر آپ یہود و نصاریٰ کو اپنے ساتھ خوش رکھنا چاہتے ہیں تو یہ تب تک خوش نہیں ہوں گے جب تک تم لوگ اُن کی تہذیب نہیں اپنا لیتے اور تہذیب اپنانے میں یہ امر مانع ہے کہ آپ ﷺ ان سے کہیے۔ **قُل ان ھُدی اللّٰہ ھوا لھدیٰ ○** صحیح راستہ وہ ہے جو اللہ نے بتایا اگر اتفاق ہوا اتحاد ہو یگانگت ہو دوستی ہو تو اللہ کے بتائے ہوئے راستے پر ہو تب تو بات ہے۔ اللہ کے دین کو چھوڑ کر اگر تمہاری توہمات اور خرافات پر سمجھوتہ ہو جائے تو یہ تو تباہی اور بربادی کی بات ہے۔ **قل ان ھُدیٰ اللّٰہ ھوا الھُدیٰ.** ان سے کہہ دیجئے کہ سیدھا راستہ وہی ہے جو اللہ نے فرما دیا۔

ولئنِ اتبعت اھوا ءھُم بعد الذی جائک من العلم اور اللہ کی طرف سے یہ علم آنے کے بعد بھی اگر کسی نے ان کے خیالات، ان کی خرافات اور ان کے اوہام کی پیروی کی تو پھر **مالک من اللّٰہ من ولی ولا نصیر ○** تو پھر اُسے اللہ کے غضب سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔ یعنی غیر مسلموں کی دوستی تو نصیب ہوگی لیکن اُس کے بدلے میں اللہ سے دشمنی اور اللہ کا غضب جو ہے وہ جھیلنا پڑے گا۔ تو غیر مسلموں سے تعلقات کی ایک حد ہے اگر ہم کم از کم الفاظ میں کہنا چاہیں تو حد یہ ہے کہ جہاں دین یا عقائد مجروح نہ ہوتے ہوں جہاں حلال حرام کا یا دین کا مسئلہ آ جائے مثلاً اب ہم جھٹکا کھانے لگیں، اس لئے کہ ہم سے ہندو سکھ خوش رہیں گے تو یہ درست نہیں ہوگا کہ اُن کی خوشی کے لئے ہم حرام کھانے لگ جائیں یہ جائز نہیں ہوگا۔ جہاں دین پر زد نہ پڑتی ہو کوئی اُن کے پاس ملازمت کرتا ہے اپنا عقیدہ صحیح رکھتا ہے اپنا کھانا حلال کھاتا ہے اپنی مزدوری کرتا ہے تنخواہ لیتا ہے لین دین کرتا ہے کسی نے غلہ بیچا، جانور بیچے یا اُن سے خریدے درست ہے لیکن دوستی جو دلی دوستی ہوتی ہے جس میں آدمی ایک دوسرے کے رنگ میں رنگا جاتا ہے وہ مومن اور کافر میں نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ فرمایا یہ یہود و نصاریٰ اس سے کم تر کسی بات پر آپ ﷺ سے خوش نہیں ہوں گے۔

افغانستان میں جب تبدیلی آئی اور طالبان برسرِ اقتدار آئے تو یہ درست ہے کہ وہ بہت سے کام نہیں کر سکے۔ کوئی انسٹی ٹیوشن نہیں بنا سکے کوئی اچھی پیش رفت سکولوں کے معاملے میں نہیں ہو سکی۔ کوئی بہتر پیش رفت ہسپتالوں کے معاملے میں نہیں ہو سکی، بے شمار ایسے ادارے جو ہونے چاہئیں تھے وہ نہیں بن سکے۔ لیکن اُس کے لئے ایک وجہ بھی ہے کہ برسوں سے جو حکومتیں امن و امان سے رہ رہی ہیں اُن سے بھی وہ کام مکمل نہیں ہو پاتے اور ایک حکومت جو حالات جنگ کی پیداوار ہو اور جس کا سارا عرصہ جنگ و جدل میں ہی گزر جائے، جہاں ایک دن امن کا نہ آئے تو وہاں یہ کام کرنا اتنا آسان نہیں ہے جتنی ہم توقع رکھتے ہیں کہ سڑکیں بن جاتیں سکول بن جاتے یہ سب ضروری تھا، لیکن ایک کام اس سے بھی زیادہ ضروری تھا اور وہ تھا انسان کی جان مال اور آبرو کا تحفظ۔ علم بھی کوئی تب حاصل کرے گا کہ وہ زندہ رہے گا، ہسپتال میں بھی کوئی تب جا سکے گا کہ وہ پہلے زندہ تو ہوگا، راستے میں قتل کر دیا گیا اُس کے لئے ہسپتال کی کیا ضرورت ہے۔ ادارے بھی تب بنتے کہ ملک میں امن قائم ہوتا اور یہ امن قائم نہ ہو سکا مغربی ممالک کی مداخلت سے شمالی اتحاد بنا کر کچھ لوگوں کو مغرب اسلحہ بھی دیتا رہا، سرمایہ بھی دیتا رہا اور افغانستان میں جنگ کے شعلے بھڑکتے رہے لیکن ایک کام جو افغانستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہوا ہے کہ جتنا علاقہ طالبان کے زیر نگیں تھا اُس سب کو انہوں نے غیر مسلح کر دیا۔ پہلی بار تاریخ میں کسی پٹھان کے پاس بندوق نہیں تھی کوئی کسی سے زیادتی نہیں کرتا تھا زیادتی کرتا تھا تو فوراً انصاف مل جاتا تھا۔ اب یوں

www.naqshbandiaowaisiah.com

روپے بازار میں پڑے ہوتے تھے اور لوگ اوپر چادر ڈال کر مسجد میں نماز پڑھنے چلے جاتے اور واپس آتے چادر اٹھا کر بیٹھ جاتے۔ من ایکسچینجر جو ہیں تو کوئی چوری کا خیال نہیں کرتا تھا اور اگر کہیں کوئی واقعہ ہوتا تھا تو اُسے فوری انصاف مل جاتا تھا اور یہ ایک ایسا کام ہے جو بڑی بڑی قدیم اور بڑی بڑی اپنے آپکو مہذب کہلانے والی اور بڑی بڑی نیک کہلانے والی حکومتیں نہیں کر سکتیں۔ اب جس طرح سے انہوں نے امن قائم کر دیا تھا اگر وہ حکومت رہتی اور اُس طرح سے دوسرے انسٹی ٹیوشن ادارے بن جاتے سڑکیں بنتیں، سکول بنتے، ہسپتال بنتے تو نتیجہ یہ ہوتا کہ دنیا کے سارے لوگ اُس طرف متوجہ ہو جاتے جہاں زندگی کی ساری سہولتیں بھی تھیں اور امن اور تحفظ بھی تھا اور لوگ مسلمان ہونا شروع ہو جاتے' افغان وار کی ایک وجہ جو امریکہ کے صدر بش نے خود اپنی زبان سے بتائی وہ یہ بھی تھی کہ وہ دنیا کے گرد ہماری تہذیب کو تباہ کرنا چاہتے تھے۔

"They were Going to Disturb our Culture Arround the Globe."

کہ اگر وہ باقی رہتے اور وہ ملک باقی رہتا اور وہ سیٹل ہو جاتا اور وہاں ادارے بن جاتے تو ہماری تہذیب کے لئے اتنا بڑا خطرہ تھا کہ ہماری تہذیب روئے زمین سے مٹ جاتی لوگ اُدھر چلے جاتے۔ یہی بات یہاں قرآن حکیم نے آج سے سوا چودہ سو سال پہلے ارشاد فرمائی ہے کہ یہود و نصاریٰ آپ ﷺ سے خوش نہیں ہوں گے۔

ولن ترضیٰ عنک الیھود ولا النصریٰ. نہ یہودی خوش ہوں گے نہ نصاریٰ خوش ہوں گے ہاں ایک بات پہ وہ خوش ہوں گے۔ حتی تتبع ملتھم. کہ آپ ﷺ اُن کی ملت اپنا لیں۔ اُن جیسے ہو جائیں' اُن جیسے بن جائیں' کلمہ بھی پڑھتے رہیں نمازیں بھی پڑھتے رہیں لیکن کھائیں پیئیں اُن جیسا کمائیں اُن کی طرح' تہذیب اُن کی ہو' لباس اُن کا ہو' افکار اُن کے ہوں' تو یہ سودا بڑا مہنگا ہے۔

اس لئے آپ مسلمانوں کو حکم ہے کہ آپ اُن سے کہہ دیجئے۔

قُل اِن ھُدی اللہ ھوا الھُدیٰ. ہدایت پر سمجھوتہ نہیں ہو سکتا۔ ہدایت وہی ہے راستہ وہی ہے جو اللہ نے مقرر کر دیا لیکن اگر پھر بھی کسی دنیوی مجبوری میں یا لالچ میں آ کر آپ اُن سے یہ سمجھوتہ کر لیتے ہیں کہ اُن کی ملت اپنا لیتے ہیں تو اُن کی ملت کیا ہے محض خیالات کا مجموعہ ہے۔ اُن کی کتابوں میں جو عقائد و نظریات تھے وہ تو وہ ضائع کر چکے اب تو اُن کے پاس محض اوہام کا پلندہ ہے اور اے مخاطب! تو نے اگر اُن کے غلط خیالات کی پیروی کی اس کے بعد کہ اللہ کی طرف سے علم آ چکا ہے اللہ کی کتاب موجود ہے' شب و روز پڑھی جا رہی ہے' سُنی جا رہی ہے' سنائی جا رہی ہے' سیکھی جا رہی ہے' سکھائی جا رہی ہے' سمجھی جا رہی ہے' سمجھائی جا رہی ہے تو پھر اللہ سے بچانے والا تجھے کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ملے گا' پھر تو اللہ کے غضب کا شکار ہو جائے گا۔

الذین اتینھم الکتٰب. جنہیں آپ اہل کتاب کہتے ہیں اور جو واقعی اہل کتاب تھے جنہیں ہم نے کتاب دی وہ لوگ تھے۔ یتلونہ' حق تلاوتہ. وہ وہ تھے جو اُس کو اُس طرح پڑھتے تھے کہ جس طرح پڑھنے کا حق ہے یعنی کتاب کو پڑھتے تھے اُسے سمجھنے کی کوشش کرتے تھے اور اُس کا اتباع کرتے تھے۔

اولٰئِک یومنون بہ. وہ لوگ تھے جو اُس کے ساتھ ایمان رکھتے تھے جنہوں نے اُس کتاب کو پڑھنے کا حق ادا کیا اُس کے معانی اور مفاہیم کو سمجھا اور اُن کی پیروی کی۔ ومن یکفر بہ فاولٰئِک ھُم الخٰسِرُون ۝ اور جنہوں نے اُس کا انکار کر دیا اور اُس کے نظریات و عقائد کی جگہ اپنے خود سے گھڑے ہوئے عقائد و نظریات اُس میں داخل کر دیئے احکام بدل دیے اُس میں تحریف کر دی فرمایا یہ تو بہت بڑے خسارے میں جانے والے ہیں انہوں نے تو بہت بڑا ظلم کیا اور بہت بڑا نقصان کیا جس کی تلافی ممکن نہیں ہے۔ پھر خطاب بنی اسرائیل کی طرف ہو گیا۔ یہ خطاب مسلمانوں سے تھا کہ اگر تم انہیں راضی رکھنا چاہتے ہو خوش رکھنا چاہتے ہو تو یہ اس سے کم کسی بات پر راضی نہیں ہوں گے کہ تم بھی ان کی ملت اپنا لو اور اگر ایسا کرو گے پھر اللہ کی ہدایت سے محروم ہو جاؤ گے اللہ کے غضب کا شکار ہو جاؤ گے پھر خطاب بنی اسرائیل سے ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

یبنی اسرائیل اذکروا نعمتی التی انعمتُ علیکم وانی فضلتُکم علیٰ العٰلمین o کہ اے اولاد یعقوب علیہ السلام اسرائیل یعقوب علیہ السلام کا نام تھا تو ارشاد ہوتا ہے کہ اے اولاد یعقوب علیہ السلام تم میرے وہ احسان یاد کرو کہ ایک وقت میں میں نے تمہیں روئے زمین پر بسنے والوں انسان پہ فضیلت دی تمہیں سلطنتیں دیں ریاستیں دیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ تمہاری نسل میں یعقوب علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک نبوت جاری وساری رکھی۔ یعقوب علیہ السلام سے لیکر عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے نبی آئے وہ تمہیں میں سے آئے یہ کتنا بڑا اعزاز ہے اللہ کی طرف سے کہ دنیوی اعتبار سے بھی تمہیں ممالک اور حکومتیں اور دولت اور عزت اور بلند مرتبے نصیب ہوئے اور دینی اعتبار سے سارے نبی تمہاری قوم سے آئے۔ لیکن ایک بات یاد رکھو' ایک وقت آنے والا ہے اُسی کا دھیان رکھو' یہی دنیا بس نہیں ہے بلکہ اس کے بعد ایک دن آنے والا ہے۔

واتقوا یوماً لاتجزی نفس' عن نفس' شیاءً. ایک دن آنے والا ہے حساب کتاب کا جس دن کوئی بڑے سے بڑا آدمی کسی دوسرے کے لئے کچھ نہیں کر پائے گا۔

ولا یقبلُ منھا عدل' ولا تنفعھا شفاعته' ولا ھُم ینصرون.
نہ کسی کو کسی دوسرے کے بدلے میں گرفتار کیا جائے گا کہ کوئی کہہ دے جی کہ اسے چھوڑ دو اور میں اپنی جان پیش کرتا ہوں فرمایا کوئی اس طرح بھی نہیں کر سکے گا کوئی معاوضہ نہیں دے سکے گا' کوئی یہ نہیں کر سکے گا کہ جی میں اتنی دولت دیتا ہوں اُس کی طرف سے اور اُسے معاف کر دیں فرمایا یہ سودابازی نہیں ہوگی' نہ کسی کی سفارش قبول ہوگی اور نہ کوئی مدد کر سکے گا۔ تین ہی طریقے ہوتے ہیں مجرم کو چھڑانے کے یا جرم کا معاوضہ دے دیا جائے یا مجرم کی سفارش کی جائے یا بزور بازو مجرم کو چھین لیا جائے۔ فرمایا اُس دن کو یاد رکھو ایک دن آنے والا ہے' جس دن مجرموں کے لئے اور کافروں کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہوگی کوئی شخص کافر کے بدلے میں معاوضہ دے کر اُسے نہیں بچا سکے گا۔ کافر کے لئے کسی کی کوئی سفارش قبول نہیں ہوگی اور اُس کی کوئی مدد بھی نہیں کر سکے گا۔ تو جو فیصلے بھی آپ لوگ کرتے ہو کم از کم آخرت کی رسوائی اللہ کا غضب اور روزِ حشر کو یاد رکھ کے کرو۔

ہم وقتی اور لحاتی طور پر فیصلے کرتے ہیں کہ میرا اس میں یہ دنیوی فائدہ ہے یا اس میں میری شان ہے شوکت ہے یا اس میں مجھے اقتدار مل رہا ہے فرمایا ٹھیک ہے دنیا میں رہنا ہے لوگوں کے ساتھ گزارا کرنا ہے' کفار بھی انسان ہیں اُن کے ساتھ بھی تمہارے معاملات ہیں' لین دین ہے' لیکن دین میں کوئی شراکت نہیں ہے' تہذیب میں کوئی شراکت نہیں ہے۔ جہاں دین کی بات آئے گی' حلال حرام کی بات آئے گی' جائز ناجائز کی بات آئے گی وہاں کافر کافر ہے اور مومن مومن ہے۔ الگ الگ ہیں اور اگر کوئی اس میں خلط ملط کرتا ہے' آمیزش کرتا ہے تو اُسے یاد رکھنا چاہئے کہ ایک وقت اور ایک دن ایسا بھی آ رہا ہے کہ جب کھرا کھرا انصاف ہوگا اور کوئی کسی کے کام نہیں آ سکے گا۔

واذابتلیٰ ابراھیم ربه' بکلمٰتٍ فاتمھُن o فرمایا زندگی میں کیسی کیسی مثالیں موجود ہیں آپ حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کو دیکھ لیجئے اللہ کے خلیل تھے اللہ کے برگزیدہ رسول تھے اللہ کا اُن پر بہت بڑا احسان اور کرم تھا لیکن اُن پر بھی کتنی آزمائشیں آئیں کتنے مشکل وقت آئے۔ جب ابراہیم علیہ السلام کو اللہ کریم نے امتحان میں ڈالا۔ اور وہ اُس پر پورے اُترے۔ بچپن میں لڑکپن میں والدین کو اور قوم کو بت پرستی کرتے دیکھا تو انہیں روکا اُن سے الگ ہوئے۔ پھر شاہی بت کدے کے بتوں کو توڑ دیا' بادشاہ سے مقابلہ آیا اُس نے آگ میں پھینکوا دیا اللہ نے آگ کو گلزار کر دیا۔ پھر آپ علیہ السلام نے ہجرتیں فرمائیں' بڑے لمبے سفر کیے راستے میں بے شمار حادثے اور تکالیف پیش آئیں۔ پھر آخری عمر میں اللہ نے چاند سا بیٹا دیا حکم ملا تو بیوی اور بیٹے کو حرم میں جا کر چھوڑ آئے' سینکڑوں میل کی مسافت پر جنگل بیاباں میں حرم میں کوئی آبادی تھی نہ بیت اللہ کے آثار تھے۔ وہاں چھوڑ کر آ گئے پھر جب بیٹا ساتھ چلنے کے قابل ہوا تو حکم ہوا اسے قربان کر دیں ذبح کر دیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

اُس کی گردن پہ چھری رکھ دی۔ تو فرمایا کتنی آزمائشیں کتنے مشکل وقت اُس بندے پر آئے جو اللہ کا دوست اور خلیل تھا اور نبی اور رسول تھا۔

فاتمھن. اُس نے سارے کام پورے کئے جو حکم ہوا اُس نے پورا کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ کریم نے فرمایا۔

قال انی جاعلک للناس اماماً. اے ابراہیم علیہ السلام میں تجھے نسل انسانی کا امام بناتا ہوں پیشوا بناتا ہوں' قیامت تک لوگ تیری پیروی کریں گے تجھے امام مانیں گے۔ خود دین اسلام میں آقائے نامدار ﷺ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی کتنی سنتیں زندہ رکھیں اور درود شریف میں درود ابراہیمی شامل رکھا' عبادات میں درود ابراہیمی شامل رکھا۔ قرآن کریم کی تلاوت میں اُن کا ذکرِ خیر موجود ہے۔ نماز میں بھی یہ آیات پڑھی جاتی ہیں' اُن کا ذکر خیر ہوتا ہے' درود میں بھی اُن کا ذکر خیر موجود ہے اور بے شمار سنتیں ایسی ہیں جو ابراہیم علیہ السلام سے چلی آ رہی تھیں اور اسلام نے بھی اُن کو زندہ رکھا۔

اور پھر جب انہیں یہ ارشاد ہوا کہ آپ علیہ السلام کو یہ انعام ملے گا کہ رہتی دنیا تک آپ علیہ السلام کا نام رہے گا تو انہوں نے عرض کی۔

قال ومن ذریتی. اے اللہ میری نسل اور میری اولادمیں بھی یہ بات چلے گی۔ جب آپ مجھ پر اتنا انعام اور اتنا احسان فرما رہے ہیں کہ میرا نام جب تک انسانیت قائم ہے دنیا میں بھی عزت واحترام کے ساتھ رہے گا۔ ومن ذریتی اور میری اولاد میں سے۔

قال لا ینال عھدی الظلمین. فرمایا آپ علیہ السلام کی اولاد میں سے جو ظالم ہوگا اُسے یہ مرتبہ نہیں ملے گا۔ جو آپ علیہ السلام کا پیروکار ہوگا۔ متبع ہوگا اُسے احترام ملے گا لیکن جو ظلم اختیار کرے گا' اللہ کی نافرمانی کرے گا' بے راہ رو ہو جائے گا' اُسے اس وعدے میں سے کچھ نہیں ملے گا۔

ہمارے ہاں یہ جو رواج ہو گیا ہے کہ جہاں کوئی نیک آدمی ہے یا گزرا ہے پھر اُس کی اولاد صدیوں سے ہم پر مسلط ہے اور ہم اُس کی پوجا کئے جا رہے ہیں۔ خواہ وہ بدکار ہے' شراب پیتے ہیں' نشے کرتے ہیں' بُرائی کرتے ہیں اور کوئی اُن میں دینی وصف موجود نہیں ہے' نماز تک نہیں پڑھتے انہیں آتی تک نہیں' ایسے بھی ہیں جنہیں نماز آتی تک نہیں' عقائد بدل دیئے' گمراہ ہو گئے حلیے مسلمانوں جیسے نہیں ہیں لیکن ہم ہیں کہ اُس بات پہ اُن کے پیچھے لگے ہیں کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے اللہ کریم نے فرمایا نہیں ایسے نہیں۔ بیٹا ہونا بڑی بات ہے لیکن اگر بیٹا بھی ہو اور اتباع بھی کرے نورٌ علی نور ہے۔ نبی کی نسل بھی ہے نبی کا خون بھی ہے' اللہ کے رسول کی اولاد بھی ہے اور اللہ کے رسول کی پیروکار بھی ہے پھر تو واقعی قابل لحاظ بات ہے قابل احترام بات ہے لیکن اگر اُس نے راستہ ہی بدل لیا تو اللہ کریم فرماتے ہیں میرا وعدہ ظالموں کے ساتھ نہیں ہے۔ اور یہ تو ظلم ہے کہ عام آدمی انکار کرے وہ ظلم ہے پھر اللہ کے نبی کی اولاد بھی ہو اور اُس کا دین چھوڑ دے اُس کی پیروی چھوڑ دے تو یہ تو بہت بڑا ظلم ہے۔ تو ہم تو خیر کوئی اس طرح سے ہو گئے ہیں کہ ہم نے تو سیاست میں بھی وہی نسل پرستی شروع کر دی ہے کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے یہ فلاں کی بیٹی ہے اس لئے اُس کی اپنی قابلیت ہے یا نہیں اس میں خود وہ شعور ہے یا نہیں وہ صرف بیٹا اور اولاد ہونے پر سیاستدان بن جاتا ہے ہمارے بہت سے سیاست دان صرف والد کے نام پر پوری قوم کو دوڑا رہے ہیں۔ یہ طریقہ کار غلط ہے۔ درست طریقہ کار یہ ہے ٹھیک ہے اولاد ہو اور اُس میں قابلیت واستعداد بھی ہو بہت اچھی بات ہے لیکن اگر اولاد وہ راستہ ہی چھوڑ دے تو پھر وہ کسی احترام و اکرام کی مستحق نہیں رہتی' فرمایا۔

قال لاینال عھدی الظلمین. واذ جعلنا البیت مثابۃ للناس وامناً ○ اور یاد کریں جب ہم نے بیت اللہ کو لوگوں کے لئے عبادت کی جگہ مہبط اور امن کی جگہ بنا دیا تھا۔ ایک ایسا گھر جس میں سوائے اللہ کے کسی کا دخل نہ ہو جو ہر طرح سے مامون ہو' جس میں ہر طرح سے امن ہو اور جہاں بیٹھنا بھی عبادت جسے دیکھنا بھی عبادت اور جہاں عبادت کرنا دوسری جگہوں سے ایک لاکھ گُنا زیادہ ثواب رکھتا ہو واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی اور لوگو! مقام ابراہیم علیہ السلام کو سجدہ گاہ بناؤ۔ عمرہ ہو یا حج یا ویسے کوئی طواف کرے تو ہر طواف کے بعد مقام ابراہیم علیہ السلام

www.naqshbandiaowaisiah.com

پہ دو نفل ادا کرتا ہے یہ حصہ ہے اُس کا۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی. مقام ابراہیم ایک سفید رنگ کا پتھر بیت اللہ شریف میں آج بھی موجود ہے کہ جیسے جیسے بیت اللہ کی تعمیر ہوتی تھی اس پتھر پہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کھڑے تھے تعمیر کرتے جاتے تھے' دیوار اونچی ہوتی جاتی تھی اور پتھر از خود اونچا ہوتا جاتا تھا اور دیوار کے ساتھ ساتھ چلتا رہتا تھا اور آپ علیہ السلام نے بیت اللہ شریف کی تعمیر کی اور اُس پتھر میں دو اڑھائی انچ گہرائی تک۔ آپ علیہ السلام کے نقوش کف پا مبارک اُتر گئے' آج بھی بیت اللہ شریف کے سامنے وہ ایک شیشے میں بند رکھا ہوا ہے۔ زائرین کی زیادت کے لئے سفید رنگ کا پتھر ہے جیسے سنگ مرمر ہوتا ہے اور اُس میں ابراہیم علیہ السلام کے دونوں پاؤں دو اڑھائی انچ تک گہرائی میں لگے ہوئے ہیں تو فرمایا اس جگہ کو جہاں یہ پتھر رکھا ہے یہاں نوافل ادا کرو۔

وعھدنا الی ابراھیم واسمعیل ان طھرا بیتی للطائفین والعکفین والرکع السجود ۝ اور ہم نے ابراہیم علیہ السلام کو اور اسمعیل علیہ اسلام کو یہ حکم دیا کہ ہمارے گھر کو صاف رکھیں پاکیزہ رکھیں' اعتکاف کرنے والوں کے لئے اور عبادت کرنے والوں رکوع اور سجود کرنے والوں کے لئے اور طواف کرنے والوں کے لئے زیارت کرنے والوں کیلئے' حج کرنے والوں کے لئے' عمرہ کرنے والوں کے لئے۔ یعنی اللہ کی عبادت کرنے والوں کے لئے اس گھر کو ہمیشہ پاکیزہ صاف ستھرا رکھیں اُس میں نہ کوئی دینی قباحت ہو نہ کوئی دنیوی قباحت ہو اُس میں کوئی غلاظت یا گندگی بھی نہ ہو اور دینی اعتبار سے کوئی بت کوئی اس طرح کی خباثت اُس میں نہ ہو۔

واذقال ابراھیم رب اجعل ھٰذا بلداً امناً وارزق اھلہ' من الثمرات من امن منھم باللہ والیوم الآخر . قال ومن کفر فامتعہ' قلیلاً ثم اضطرہ' الیٰ عذاب النار . وبئس المصیر . ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی۔ جب اللہ نے یہ حکم دیا تو آپ علیہ السلام نے بیت اللہ شریف تعمیر فرمایا پھر اُس کو صاف ستھرا کیا سجایا اُس میں عبادت شروع کی اور دعا کی اے اللہ اس شہر کو شہر امن بنا دے اور اس میں رہنے والوں کو پھل اور رزق عطا فرما جو بھی تیری ذات پر اور آخرت پر ایمان لائے اللہ کریم نے فرمایا کہ آپ علیہ السلام نے دعا کی ہے اور آپ علیہ السلام نے صرف مسلمانوں اور مومنین کے لئے دعا کی ہے لیکن میں دنیا میں کافر کو بھی ان نعمتوں سے محروم نہیں کروں گا۔ جو اس شہر میں آیا اگر وہ مومن نہ بھی ہوا تو اُسے رزق بھی ملے گا اور پھل بھی ملیں گے۔ آج تو یہ تکنیک عام ہوگئی ہے کہ ہر موسم میں ہر پھل ملتا ہے اور کچھ نقل طریقے سے کچھ ایسی ادویات بن گئی ہیں ایسی کھادیں بن گئی ہیں کہ بغیر موسم کی سبزیاں اور پھل پیدا کئے جاتے ہیں لیکن ایک زمانہ تھا جب یہ چیزیں نہیں تھی۔ آج سے پچیس تیس سال پہلے ایسا کوئی تصور بھی نہیں تھا۔ لیکن مکہ مکرمہ میں روز اول سے لیکر آج تک کبھی موسم یا زمانے کی قید نہیں رہی۔ ہر زمانے کا ہر پھل بھی موجود ہوتا تھا اور ایک شہر میں پچیس پچیس لاکھ لوگ باہر سے جمع ہو جاتے اور کبھی کوئی بھوکا نہیں سوتا سب کے رزق کا اہتمام بھی ہوتا ہے اور دنیا کا ہر پھل بھی وہاں ملتا ہے لیکن فرمایا مومن کے لئے تو درست' دنیا میں میں کافر کو بھی دونگا۔ لیکن اُس کا فائدہ حاصل کرنے کا وقت کم ہوگا اور پھر اُسے مجبور ہو کر گھسیٹ کر۔ اضطرہ' الیٰ عذاب النار اور اُسے پھر کھینچ کر گھسیٹ کر دوزخ کی آگ پہ پھینک دیا جائے گا جو بہت بُرا ٹھکانہ ہے۔

تو ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا بھی اس طرح منظور ہوئی کہ وہ شہر امن بھی بنا اور اُس میں رزق کی بھی آج تک کوئی کمی کسی نے محسوس نہیں کی۔ اللہ کریم اپنی نعمتوں سے اور اپنے رزق سے فائدہ اٹھانے کی توفیق بھی دے لیکن اپنی ذات کے ساتھ ایمان پر پختہ رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ دنیاوی دولت یا دنیاوی شہرت یا دنیاوی وقار کوئی چیز نہیں اگر اُس کے بدلے آخرت ضائع ہو جائے اور اللہ کریم آخرت کو محفوظ رکھیں ایمان کو محفوظ رکھیں۔ توفیق عمل دیں اور اُس کے ساتھ دنیا کی عزت بھی دیں تو یہ اُس کا انتہائی کرم ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ کے فی البدیہہ خطاب پر مشتمل زیر طبع تفسیر قرآن حکیم

"اکرم التفاسیر"

سے اقتباس..............

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 4-3-2005

الحمدللہ رب العلمینo

والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد والہ واصحابہ

اجمعینo

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بسم اللہ الرحمن الرحیمo

ان اللہ لا یستحی ان یضرب مثلاً ما بعوضۃً فما

فوقہاo هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم

استوی الی السماء فسوٰھن سبع سمٰوٰت. وھو بکل شیء

علیمo البقرہ ۲۸ تا ۲۹

اللھم سبحنک لاعلمنا الا ما علمتنا انک انت العلیم

الحکیم

مولای صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک من زانت بہ العصر وا

اللہ جل شانہ' کو اس بات سے کوئی باق نہیں ہے کہ وہ کسی مچھر کی مثال دے یا اُس سے بھی کم تر کسی مخلوق کی مثال دے' قرآن حکیم نے جب یہ مثال ارشاد فرمائی کہ گمراہ لوگوں کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی آگ جلاتا ہے اور جب وہ روشن ہو جاتی ہے تو اللہ کریم اُس کی روشنی سلب فرما لیتا ہے۔ ایک جگہ بتوں کے بارے ارشاد فرمایا کہ ان سے اگر کوئی مکھی بھی چیز چھین کر لے جائے تو یہ اسے روک نہیں سکتے تو کفار کہنے لگے کہ اگر قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ باتیں اللہ ارشاد فرما رہا ہے تو کہاں اللہ کی شان اور اُس کی عظمت اور کہاں یہ مچھروں کی مثالیں تو ارشاد فرمایا گیا کہ اللہ جل شانہ' کو اس بات

www.naqshbandiaowaisiah.com

سے کوئی باق نہیں ہے کوئی شرم نہیں ہے کہ وہ مچھر کی مثال دے یا اُس سے بھی کم تر کسی مخلوق کی مثال دے۔

اصولی بات یہ ہے کہ مثال دینے والی ہستی کو مثال سے نہیں پہنچانا جاتا بلکہ جس کی مثال دی جائے اُس کو پہنچانا جاتا ہے کہ کسی چیز سے اُس کی مثال دی گئی۔ تو اللہ کریم نے کافروں کی اور اُن کے بتوں کی اُن کے نظریات کی اُن کے وجود کی اُن کی ذات کی مثال مچھر سے دی۔ جس طرح مچھر حقیر اور کمزور ہوتا ہے اسی طرح ان کافروں کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور اس بات میں کوئی شرم کی بات نہیں ہے اس لئے کہ قرآن کتاب ہدایت ہے ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ اگر مچھر کے پر کے برابر بھی دنیا کی قیمت اللہ کے نزدیک ہوتی تو کسی کافر کو ایک چلو پانی بھی نہ دیتا دنیا کی اللہ کی بارگاہ میں کوئی حیثیت نہیں ہے اور یہ واقعہ ہوگا۔ قرآن کریم نے خبر دی ہے کہ اہل دوزخ دوزخ میں سے پکاریں گے جنتیوں کو اور کہیں گے۔

ان افیضو اعلینا من الماء بھئی! ہمیں کوئی تھوڑا بہت پانی ہی دے دو' چند قطرے چند گھونٹ سہی کچھ پانی ہمیں دے دو۔ تو اہل جنت جواب دیں گے۔

ان اللہ حر مھما علی الکٰفرین. اللہ نے کافروں کے لئے دینے سے منع کر دیا ہے' تمہیں یہ نہیں مل سکتا۔ جنت کی قیمت ہے آخرت کی قیمت ہے اس لئے چلو بھر پانی بھی کافر کو نہیں مل سکے گا۔

دنیا کی کوئی قیمت نہیں ہے اس لئے کافر کے پاس بھی دولت دنیا ہے تو ویسے بھی مچھر ہو یا مکھی ہو یا اس سے بھی ادنیٰ مخلوق ہو اللہ کی تو ساری مخلوق ہے اور اپنی تخلیق میں بے مثال ہے اللہ جل شانہٗ کی جو تخلیق ہے کبھی بھی کوئی دوسرا انسان اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتا اب آپ دیکھ لیں کتنا بڑا ایجادات کا دور ہے لیکن وہ جو میاں محمد صاحب نے فرمایا تھا

جے اِک مچھر دا پر بھجے تے سارا ہی عالم لگے فیر نہیں اُو ثابت ہوندا جو کہ آہا اَگے

کہ اگر ایک مچھر کا پر ٹوٹ جائے تو ویسا دنیا والوں سے نہیں بن سکتا جیسا اللہ نے بنایا ہے لاکھوں مشینیں ایجاد کریں لاکھوں ایجادات ہوں لیکن کوئی بھی ایسی مخلوق جو حساس ہو جسے زندگی کا شعور ہو جسے اپنی زندگی کے سلیقے آتے ہوں جو اپنا گھر بنائے جو اپنی اولاد پیدا کرے جو اپنی زندگی گزارے اپنی نسل چھوڑ جائے کون پیدا کر سکتا ہے! مخلوق خواہ چھوٹے سے چھوٹی ہو اللہ کی صنعت ہے اور اپنی ذات میں بے مثال ہے کہ ویسا کوئی دوسرا نہیں بنا سکتا' اس لئے اگر مچھر کی مثال دی تو اُس میں کیا حرج ہے ہاں یہ بات ہے۔

فاما الذین امنوا فیعلمون انه' الحق من ربھم ۝ بات اصول کی ہے' جن کے سینے میں نور ایمان ہے اور جن کے دلوں میں ایمان ہے وہ سمجھ جاتے ہیں کہ یہ حق ہے اور یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے ہے۔ خالق کائنات کی طرف سے ہے اور جو کچھ اُس نے فرمایا وہ حق ہے اس لئے کہ ان کے دل میں نور ایجابت ہوتا ہے اور اُس میں مزید اللہ کے کلام کا نور شامل ہوتا ہے اور انہیں یقین کامل اُس پہ حاصل ہوتا ہے۔

واما الذین کفروا فیقولون ماذا ارادالله بھذا مثلاً اور جو کافر ہیں جن کے سینے نور ایمان سے خالی ہیں چونکہ وہ بات اُن کے سینے میں اُترتی نہیں اُن کے دل میں اُترتی ہی نہیں لہذا وہ کہہ دیتے ہیں کہ بھئی ایسی مثالیں دینے سے اللہ کا کیا مطلب ہے اللہ کی اتنی بڑی ذات ہے اور ایک مچھر کی مثال دے رہا ہے ان باتوں سے کیا مطلب ہے' مقصد کیا ہے۔ فرمایا

یضل به کثیراً. قرآن اگرچہ کتاب ہدایت ہے اور مخلوق کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا گیا لیکن عجیب بات یہ ہے کہ بہت بڑی

تعداد لوگوں کی اس کو سن کر گمراہ ہو جاتی ہے اس قرآن سے بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

ویھدی بہ کثیراً۔ اور اللہ بہت سے لوگوں کو اس سے ہدایت دیتا ہے قرآن بنیادی طور پر کتاب ہدایت ہے لیکن جب کوئی حد سے تجاوز کرتا ہے تو گمراہ ہو جاتا ہے۔

ایک اصول ہے طب کا کہ دنیا میں کوئی چیز بھی زہر نہیں ہے اُس کی مقدار جو ہے اُس میں فرق ہے اب دودھ غذا بھی ہے دوا بھی ہے لیکن کسی آدمی کو زبردستی اتنا پلا دو کہ اُس کا پیٹ ہی پھٹ جائے تو اُس کے لئے وہی زہر ہے۔ لیکن جن چیزوں کو ہم زہر سمجھتے ہیں طبیب اُس سے علاج کرتے ہیں اور ایک بہت معمولی مقدار اُس کی کسی کو کھانے کے لئے دیتے ہیں اور اُس سے اُسے شفا ہو جاتی ہے۔ اُس کی مقدار اب جسے ہم زہر سمجھتے ہیں اگر وہ باجرے کے دانے کے برابر بھی کھالیں تو زہر ہے لیکن اُس کی ایک بہت معمولی مقدار جو طبیب استعمال کراتے ہیں وہ علاج کے لئے استعمال ہو جاتی ہے اُس کی مقدار تھوڑی ہے۔ اسی طرح دودھ کی بھی ایک مقدار ہے گھی کی بھی ایک مقدار ہے گندم کی روٹی کی بھی ایک مقدار ہے جو ہم صبح شام کھاتے ہیں اگر یہی بے حساب کھانا شروع کر دو تو یہی زہر بن جاتی ہے۔ تو جو حد سے تجاوز کرتا ہے اُس کے لئے غذا بھی دوا بھی زہر بن جاتی ہے اسی طرح فرمایا قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے لیکن لوگ اس سے بھی گمراہ ہو جاتے ہیں اور اس کے طفیل بہت سے لوگ ہدایت پاتے ہیں اُن کے نور میں مزید نور یقین میں اضافہ ہوتا ہے جو نور ایمان اُن کے دل میں ہے جب کلام الٰہی سنتے ہیں جب وہ قرآن کریم کو پڑھتے ہیں سنتے ہیں تو اُس میں جو انوارات و تجلیات ذات باری ہیں وہ اُن کے علم میں بھی اضافہ کرتی ہیں توفیق عمل میں بھی اضافہ کرتی ہیں اور یقین و ایمان میں بھی مزید اضافے کا سبب بنتی ہیں اور جو لوگ گمراہ ہوتے ہیں فرمایا۔

وما یضل بہ الا الفسقین o اللہ صرف انہی کو گمراہ کرتا ہے جو حد سے بڑھ جاتے ہیں ہر بات کی ایک حد ہے ''فس'' ہوتا ہے حد سے نکل جانا تو جو اللہ کریم کی بنائی ہوئی حدود سے متجاوز ہو جاتے ہیں اور تجاوز بھی اس طرح کر جاتے ہیں کہ

الذین ینقضون عھد اللّٰہ من بعد میثاقہٖ o کہ اللہ سے کئے ہوئے وعدے کو توڑ دیتے ہیں۔ یوم الست کو تمام ارواح انسانی کو یکجا کر کے عہد لیا گیا۔ الست بربکم کیا میں تمہارا پروردگار نہیں ہوں۔ قالوا بلیٰ۔ سب نے کہا کہ بیشک تو ہی ہمارا پروردگار ہے تو ہی خالق ہے تو ہی مالک ہے تو ہی ہمیں پیدا کرنے والا بھی ہے اور تو ہی زندگی کی ہر نعمت عطا کرنے والا بھی ہے لیکن اُس کئے ہوئے وعدے کو توڑ دیتے ہیں، حالانکہ بہت پکا وعدہ کر چکے تھے۔

ویقطعون ما امر اللّٰہ بہٖ ان یوصل۔ اور جن چیزوں کو جوڑنے کا حکم اللہ نے دیا تھا اُن کو توڑتے ہیں۔

اسلام چند عبادات کا نام نہیں ہے اسلام زندگی کے ہر قول و فعل میں موجود ہے ہر بات یا ہر کام یا اسلام کے مطابق ہے یا اسلام کے خلاف ہے۔ عبادات کا اپنا ایک مقام و مرتبہ ہے اور عبادات کا بہت اعلیٰ مرتبہ ہے کہ عبادات بندے اور اُس کے پروردگار کے درمیان ایک رشتہ ایک کیفیت ایک محبت ایک تعلق قائم کر دیتی ہیں۔ عبادات توفیق عمل عطا کرتی ہیں قرآن حکیم نے ارشاد فرمایا۔

ان الصلوٰۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر o کہ عبادات نماز کی باقاعدگی نماز کی ادائیگی اور دن میں پانچ بار اللہ کے حضور حاضر ہونا یہ بے حیائی اور بُرائی سے روک دیتا ہے کہ ابھی میں ظہر یا جمعے کے فرائض ادا کر کے فارغ ہوا ہوں اور ابھی چند گھنٹے بعد پھر مجھے عصر کے لئے حاضر ہونا ہے تو ان چند گھنٹوں کے درمیان جو وہ عمل

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرتا ہے اُسے ایک احساس ہوتا ہے کہ ابھی اللہ کے حضور سے میں آیا ابھی پھر میری پیشی ہے مجھے پھر حضور بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونا ہے تو اُسے بے حیائی اور بُرائی سے بچانے کا سبب بن جاتی ہے۔ اب ہم معاشرے میں دیکھتے ہیں کہ ہم نمازیں بھی پڑھتے ہیں اور بُرائی بھی کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم نماز صحیح نہیں پڑھتے' نماز کے حقوق ادا نہیں کرتے' بروقت نہیں پڑھتے یا توجہ سے نہیں پڑھتے یا اُس کے ارکان ادا نہیں کرتے۔ کہیں نہ کہیں کوئی کمی ہے یا ہمارا یہ احساس و شعور زندہ نہیں ہوا کہ نماز اللہ کے روبرو' اللہ کی بارگاہ میں حاضری کا نام ہے۔ بلکہ قرآن کریم ارشاد فرماتا ہے۔

ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفینَ ○ مساجد کا جب ذکر آتا ہے تو فرمایا تو اللہ کی بارگاہ ہے جہاں اللہ کے حضور پیش ہونا ہے اور یہ کسی کو مناسب نہیں ہے کہ جب وہ مسجد میں داخل ہو تو وہ لرزاں اور ترساں نہ ہو' عظمت الٰہی کا احساس نہ ہو' اُسے پتہ ہو کہ میں کس بارگاہ میں جا رہا ہوں۔ جس طرح آپ صدر یا وزیراعظم کے دفتر میں جائیں تو آپ پر ایک خاص کیفیت ہوتی ہے آپ اپنے آپ کو دیکھتے ہیں کپڑے درست کرتے ہیں بال سنوارتے ہیں کوئی چیز خراب تو نہیں ہے کوئی غلط چال نہیں چلتے کوئی اونچی آواز میں بات نہیں کرتے۔ ایک کیفیت ہوتی ہے ادب و احترام کی کہ میں اتنے بڑے گھر میں جا رہا ہوں اتنی بڑی ہستی کے سامنے۔ تو جب اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہوں تو فرمایا۔ **ما کان لھم** ۔ انہیں کسی طرح سزاوار نہیں ہے کہ ان یدخلوھا۔ کہ وہ مساجد میں داخل ہوں سوائے اس کے کہ وہ لرزاں اور ترساں ہوں۔ عظمت الٰہی اُن کے ایک ایک بن مو سے ہویدا ہو اور اُن کی ایک ایک حرکت سے ظاہر ہو رہا ہو۔ اب یہ الگ بات ہے کہ آج کے لوگ ایسے دلیر ہو گئے کہ مساجد میں گولی چلا دیتے ہیں اور نماز پڑھتے ہوئے لوگوں کو شہید کر دیتے ہیں' بم بلاسٹ کر دیتے ہیں پرواہ نہیں کرتے تو یہ لوگ کون ہوتے ہیں؟

الفسقین۔ حد سے گزر جانے والے اور یہ کردار گمراہی ہے۔ راستے سے بھٹک جانے والے لوگ۔ فرمایا یھدی بہ کثیراً۔ بہت سے لوگوں کو۔ **یضل بہ کثیراً ویھدی بہ کثیراً** ○ بہت سے لوگ اس سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور بہت سے لوگ اس سے ہدایت پاتے ہیں و **ما یضل بہ الا الفسقین** ○ اور کسی کو گمراہ نہیں کرتا سوائے اس کے کہ جو لوگ حد سے گزر جاتے ہیں اللہ سے کیا ہوا عہد اور وعدہ توڑ دیتے ہیں باوجود اس کے کہ وہ پکا وعدہ کر چکے ہیں۔

ویقطعون ما امر اللہ بہ ان یوصل ۔ اور جن چیزوں کو اللہ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے انہیں توڑتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ ویفسدونَ فی الارض۔ اللہ کی زمین پر فساد کا سبب بنتے ہیں۔

گناہ کے اثرات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو بندے کی اپنی ذات پہ مرتب ہوتا ہے کہ اُس نے جرم کیا اور وہ اُس کی گمراہی میں اضافہ ہوتا گیا نورِ ایمان کم ہوتا گیا وہ بھٹکتا گیا حتیٰ کہ گناہ بڑھتے بڑھتے اس حد تک پہنچ جاتے ہیں کہ دل سیاہ ہو جاتا ہے اور پھر اُس پہ مہر کر دی جاتی ہے توفیق توبہ بھی سلب ہو جاتی ہے اور پھر اُسے ہدایت بھی نصیب نہیں ہوتی سوائے اس کے کہ یہ مہر لگنے سے پہلے اسے توبہ کا احساس ہو جائے اور توفیق توبہ نصیب ہو جائے۔ ایک گناہ کا اثر وہ ہوتا ہے جو ماحول کو متاثر کرتا ہے دوسرے لوگوں کو متاثر کرتا ہے جن بستیوں جن آبادیوں جن شہروں میں ہم رہتے ہیں اُن کو متاثر کرتا ہے یعنی گناہ کے دو اثر ہوتے ہیں۔ آدمی جب گناہ کرتا ہے تو ایک تو اُس کی اپنی ذات پہ آتے ہیں اُس کے بُرے اثرات اُس کا دل سیاہ ہوتا ہے اُس کا نورِ ایمان اگر ہے تو کم ہوتا ہے نہیں ہے کافر ہے تو کفر اور تاریکی اور بڑھ جاتی ہے یہ تو اُس کی ذات پہ ہوتا ہے لیکن ماحول

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور معاشرہ بھی اُس سے متاثر ہوتا ہے۔ جیسے ایک جگہ ارشاد فرمایا گیا ۔ظهر الفساد فی البر والبحر بما كسبت ايدى الناس. خشکیوں میں تریوں میں سمندروں میں زمینوں پر فساد ظاہر ہو گئے تباہی پھیل گئی ہر طرف موت رقص کرنے لگی ہر طرف جور وستم پھیل گیا۔بما كسبت ايدى الناس. اور یہ سب لوگوں کے کردار کے نتیجے میں لوگوں کے اعمال کا ثمر ہے یعنی گناہ کا دوسرا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ کی زمین پر فساد پھیلتا ہے' دوسرے لوگ تباہ ہوتے ہیں' دوسرے لوگوں کے لئے مصیبتیں کھڑی ہو جاتی ہیں تو فرمایا یہ حد سے گزرنے والے اتنے بڑے مجرم ہیں کہ پہلے تو انہوں نے اللہ سے کیا ہوا بڑا پکا وعدہ توڑ دیا پھر ان کے کردار نے احکام الٰہی کی خلاف ورزی کی اور جن کاموں کو کرنے کا اللہ نے حکم دیا تھا اُن کو چھوڑ دیا اور جن کاموں سے روکا تھا وہ کام انہوں نے اختیار کر لئے جس کا نتیجہ یہ ہوا۔

ويُفسِدونَ فی الارض ٥ اللہ کی زمین پر انہوں نے فساد پیدا کر دیا۔

اولٰئِکَ هُم الخٰسِرُون. فرمایا یہ لوگ بہت زیادہ خسارے میں جا رہے ہیں انہیں تب پتہ چلے گا جب وقت آئے گا کہ انہوں نے اپنا کتنا بڑا نقصان کر لیا۔ پھر استفہامی انداز اختیار فرمایا انسان کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

كيف تكفرون بالله. لوگو! تم اللہ سے کفر کس طرح کر سکتے ہو اس لئے کہ تمہاری تو کوئی حیثیت نہ تھی۔ كنتم امواتاً. تم تو بے جان ایک ذرہ بے مقدار اور بے جان تھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ سلسلہ توالد و تناسل جو نبی آدم علیہ السلام میں چلا آ رہا ہے تو سلب پدر میں اُس کی نسل کے اجزا کہاں کہاں سے آتے ہیں۔ سارے ہی تو مٹی کے رنگ ہیں لیکن مٹی تو کوئی نہیں پھانکتا کہیں وہ مٹی چاول کا روپ دھارتی ہے کہیں گندم اور غلے کا روپ دھارتی ہے کہیں کسی جانور کی شکل اختیار کرتی ہے۔ پھر اُس آدمی تک کسی جانور کا گوشت پہنچتا ہے کسی کا دودھ پہنچتا ہے کہیں سے مکھن گھی لیتا ہے چاول، دال، مرچیں، آٹا، روٹی، فروٹ پھل اور نجانے کیا کیا۔ مٹی ہے اُسے اللہ نے ایک پودا بنا دیا اُسی مٹی سے اجزا کشید کر کے اُس پر پھل لگا۔ لیکن یاد رکھو جو لقمہ بھی بندہ کھاتا ہے اُس میں ایک حصہ تو اُس کے اپنے وجود کا ہے جو اُس کا گوشت پوست ہڈیاں پٹھے بن جاتے ہیں خون بنتا ہے ایک حصہ آنے والی نسل کا بھی ہے اگر اُس سے اللہ نے نسل کو چلانا ہے تو وہ اُس کے صلب میں محفوظ ہوتا جاتا ہے۔ آدمی اگر غور کرے تو اندازہ نہیں کر سکتا کہ ایک وجود کے اجزا زمین پر کتنے دور تک پھیلے ہوئے ہیں کہاں کہاں سے وہ پانی پیتا ہے کہاں کہاں سے غذا حاصل کرتا ہے اور اُس میں وہ ذرات جمع کئے جا رہے ہیں وہ جانتا ہے کہ جس وجود کو میں نے پیدا کرنا ہے اس کے صلب سے اُس کے ذرات میں نے کہاں کہاں بکھیرے ہیں اور کس طرح اس شخص تک پہنچانے ہیں۔ اُس کا ایک ایسا نظام ہے جس میں کوئی غلطی نہیں ہوتی ایک کے اجزا دوسرے کے اُس میں نہیں جاتے اور دوسرے کے تیسرے کے پاس نہیں جاتے۔ ہر آدمی کے اپنے اپنے اجزا اپنی جگہ جمع ہوتے رہتے ہیں۔ پھر سلب پدر سے شکم مادر میں منتقل ہوتا ہے تو اُس کی ماں نے بھی تو دنیا بھر کی غذائیں استعمال کی ہیں۔ دوائیں استعمال کی ہیں پانی پیا ہے ہوا میں سانس لیا ہے تو ایک ایک لقمہ ایک ایک سانس جو آنے والے بچے کا حصہ ماں کے پاس ہے وہ شکم مادر میں بھی اُس کے کام آتا ہے اور پیدا ہونے کے بعد بھی دودھ کی نہروں کی صورت میں اُس کے پیٹ میں جاتا ہے اُس کے وجود کا حصہ بنتا ہے۔ اتنا بڑا نظام کہ جسے عقل انسانی سوچ نہیں سکتی۔ سوچ تو شل ہو جاتی ہے اور اتنی ترتیب سے قادر مطلق نے تمہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

تخلیق فرمایا تو اب تم اُس کا انکار کرتے ہو! کیف تکفرون باللہ۔ تم اللہ کا کیسے انکار کر سکتے ہو کیسے کفر کر سکتے ہو اُس ذات بے ہمتا کے ساتھ۔ کنتم امواتا۔ تم تو ذرہ بے مقدار تھے۔ تمہاری تو کوئی حیثیت نہیں تھی۔ تم تو محض بے جان ذرات تھے مردہ تھے۔ فاحیا کُم۔ اُس نے تمہیں زندگی عطا کر دی اُس نے تمہیں صلب پدر میں پہنچایا، شکم مادر میں پہنچایا۔ پھر تمہارا وجود بنایا پھر اُس میں روح پھونک دی۔ تو تمہاری کوئی حیثیت تھی نہیں۔ اُس نے تمہیں ایک حیثیت دے دی۔ فاحیا کُم۔ تمہیں زندگی دے دی لیکن یاد رکھو یہ زندگی بھی بے مہار یا بے لگام نہیں ہے۔ ثم یمیتکُم۔ اُس کے بعد بھی موت مقدر ہے تمہارا، پھر تمہیں مرنا بھی ہے۔ اگر بات یہیں ختم ہو جاتی کہ تمہیں ذرہ بے مقدار سے حیات عطا کر دی اُس نے اور پھر تم ایسے ہی زندہ رہتے اور بے مہارا پھرتے رہتے اور تمہیں کبھی پھر واپس نہ جانا ہوتا پھر بھی کوئی بات تھی۔ تم جانتے ہو کہ ظہور آدم علیٰ نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے لیکر آج تک ہر ایک کو جاتے دیکھا گیا۔ کہاں ہیں وہ لوگ کہاں ہیں بڑے بڑے سلاطین عرب و عجم اور کہاں ہیں شہنشاہ جہاں۔ تخت و تاج کی زینت جو تھے آج اُن کی قبور سیر گاہیں بنی ہوئی ہیں۔ کس نے انہیں وہاں پہنچا دیا؟

ایک زمانہ تھا کہ مغل شہنشاہوں کا بنگالہ سے لیکر کابل تک اور کشمیر سے لیکر دکن تک ڈنکا بجتا تھا۔ میں لاہور جہانگیر کے مقبرے پر گیا تو سکولوں کے بچے قبروں پر بیٹھ کر کوکا کولا پی رہے تھے، چیزیں کھا رہے تھے اور پلنگ منار ہے تھے کہاں ہے وہ شہنشاہ جہانگیر؟ کیوں انہیں نہیں جھڑکتا؟ کہاں گئے اُس کے چوبدار اور پاسبان؟ کہاں ہیں اُس کی فوج و سپاہ اور لاؤ لشکر؟ کہاں سلطنت ہے؟ قلعے اُجڑ گئے محلات برباد ہو گئے اور آج اُن کی چیزیں عجائب گھروں میں رکھی ہیں کہ کبھی یہ بھی بادشاہوں کے پاس تھیں۔

تم جانتے ہو کہ تم ایک ذرہ بے مقدار بے حیثیت تھے اُس نے تمہیں زندگی دی اور یہ بھی جانتے ہو۔ ثم یمیتکُم۔ کہ تمہیں موت بھی آئے گی۔ پھر موت پر ہی بات بس ہو جاتی اور تمہیں واپس اُسی طرح ذرات میں منتشر کر دیا جاتا تو بھی کوئی بات تھی۔ ایسی بھی کوئی بات نہیں۔ ثم یحیکُم۔ پھر تمہیں زندہ ہونا ہے۔ آج تم یہ سوال کرتے ہو کہ مر کر مٹی میں مل گئے تو کیسے زندہ ہوگا۔ آگ میں جل گیا تو کیسے زندہ ہوگا اُسے جانور کھا گئے کیسے زندہ ہوگا؟ جانور کھا جائیں آگ میں جلا کر منتشر کر دیا جائے عقلاً بھی انسانی اجزا مر کر اتنے منتشر نہیں ہو سکتے جتنے پیدائش سے پہلے تھے۔ تو جس نے پہلے جمع کر لئے وہ دوبارہ بھی جمع کر لے گا۔ وہ قادر ہے اُس پر۔ کفار نے پوچھا تھا نا کہ کون دوبارہ زندہ کرے گا۔ فرمایا۔

الذی خلق اول مرۃ۔ وہ زندہ کرے گا جس نے پہلی دفعہ پیدا کیا اور پھر زندہ ہو کر تمہیں اُس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنے کردار کا جواب دینا ہے۔ کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیا کُم ثم یمیتکُم ثم یحییکُم ثم الیہ ترجعون۔ تم کیسے انکار کر سکتے ہو کہ تم ذرہ بے مقدار تھے اُس نے تمہیں حیات دی زندگی دی انسان بنایا طاقتیں دیں بے شمار قواء دیئے عقل دی روح پھونکی تم میں پھر تمہیں مرنا ہے اور موت زندگی کا خاتمہ نہیں ہے۔

موت کو سمجھا ہے غافل اختتام زندگی
ہے یہ شام زندگی صبح دوام زندگی

موت تو ایک نئی زندگی کے شروع کرنے کا نام ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی۔ اُس کے بعد تمہیں موت کے بعد پھر زندہ ہونا ہے اور پھر اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر جواب دینا ہے اور وہ ایسا مہربان اُس کی کس کس نعمت کا شکر ادا کر سکو گے۔

ھو الذی خلق لکُم ما فی الارض جمیعاً ○ روئے زمین پر

www.naqshbandiaowaisiah.com

بے شمار نعمتیں جو پیدا فرمائیں وہ سب تمہارے لئے پیدا فرمائیں۔ بادل تمہارے لئے برستے ہیں ہوائیں تمہارے لئے چلتی ہیں گلشن تمہارے لئے کھلتے ہیں پھل تمہارے لئے پکتے ہیں پرندے تمہارے لئے چہچہاتے ہیں جانور تمہارے لئے اپنی جانیں دیتے ہیں ایسا نظام بنا دیا اللہ کی شان ہے آج کی سائنس نے بہت سی چیزیں دریافت کیں کہ چاند کے اثر سے یہ ہوتا ہے فلاں سیارے کے اثر سے یہ ہوتا ہے سورج کی تپش سے یہ ہوتا ہے گویا سارے سیاروں اور ستاروں کی توجہ کا مرکز زمین اور کرہ ارض ہے کہ مختلف سیاروں ستاروں کی اُس توجہ سے یا اُن کے انعکاس سے یا اُن کی روشنی سے اس پہ مختلف چیزیں بنتی ہیں اور جو کچھ بنتا ہے فرمایا۔ خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ سب کچھ تمہارے لئے پیدا فرمایا اس آیت کریمہ سے یہ مسئلہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر ہر چیز حلال ہے۔ جب تک اللہ یا اللہ کا رسول ﷺ اُسے حرام نہ قرار دیں۔ ہر چیز انسان کی خاطر بنی ہے وہ چیزیں ممنوع ہیں جن سے اللہ نے روک دیا اور اللہ کے رسول ﷺ نے روک دیا جس چیز کو شریعت نے حرام کر دیا جس کی حرمت شریعت میں موجود ہے وہ حرام ہے جس کی حرمت شریعت میں موجود نہیں اصولی طور پر ہر چیز حلال اور جائز ہے فرمایا زمین پر تمہارے لئے جو کچھ پیدا فرمایا وہ تمہارے لئے پیدا فرمایا۔ ثم استویٰ الی السماء۔ پھر اُس نے آسمانوں پہ توجہ فرمائی۔

فسوٰھن سبع سمٰوٰتٍ. اور انہیں سات آسمان بنا دیا۔ سات آسمان بھی صرف سات چھتیں نہیں ہیں۔ ہر آسمان کا ایک اپنا الگ جہان ہے اُس کا ایک اپنا اثر ہے انسانی زندگی پر اُس کے اپنے اثرات ہیں اُن میں ستارے سیارے اُن میں فرشتے اُن میں ملا اعلیٰ اور کیا کیا ترتیب دیا اور سب کچھ تمہاری خاطر ترتیب دیا پھر یہ بھی مت سوچو کہ اُس نے بنا دیا اور بات ختم ہوگئی اور بات بھول بھال گئی نہیں۔

وھو بکل شیءٍ علیمٌ. وہ ایک ایک ذرے کو جانتا ہے ایک ایک چیز کا علم ہے اُس کے پاس جو کچھ اُس نے بنایا اگر علم الٰہی میں ہر چیز موجود نہ ہوتی تو کائنات اتنی پابندی سے چل نہیں سکتی۔ سورج اور زمین کے فاصلے میں اگر ایک ذرہ کم سے کم مقدار بھی روز کمی ہوتی رہتی تو دنیا کی اتنی زندگی تو ہے کہ شاید آج ساری دنیا بھی سورج کی طرح جل رہی ہوتی۔ اتنی قریب چلی جاتی اگر ذرہ ذرہ دور ہٹتی جاتی فاصلہ بڑھتا رہتا تو شاید آج اتنی دور جا چکی ہوتی کہ ساری دنیا ہی منجمد ہوگئی ہوتی تب سے چل رہی ہے کب تک جب تک اللہ چاہے گا چلے گی۔ ہر چیز اپنی حد پہ معین ہے ہر چیز اپنے وقت پہ نکلتی ہے ہوائیں اپنے وقت پہ چلتی ہیں بارشیں اپنے وقت پہ برستی ہیں ہر قطرہ وہاں پہنچتا ہے جہاں اُسے پہنچنا چاہئے ہر ذرہ اُس وقت پھول اور پھل کی شکل اختیار کرتا ہے جب اُسے اللہ اجازت دیتا ہے اور ہر پھل ہر دانہ ہر ذرہ وہاں پہنچتا ہے جہاں اُسے پہنچنا چاہئے۔

الا وان النفس لن تموت حتی تستکمل رزقھا. اچھی طرح سے ذہن نشین کر لو کوئی متنفس تب تک دنیا سے رخصت نہیں ہوتا جب تک اپنے حصے کا ایک ایک دانہ اور ایک ایک گھونٹ پانی پی نہیں لیتا۔ اپنا رزق مکمل کر کے ہر کوئی جاتا ہے۔ جانے والے اگر کچھ چھوڑ کر جاتے ہیں تو دنیا میں ڈھیر لگے ہوئے ہوتے۔ فالتو کھا کر جاتے تو پچھلوں کے لئے کچھ بچتا نہیں' فرمایا نہیں ہر شخص حتی تستکمل رزقھا۔ اپنے حصے کا رزق پورا کر کے رخصت ہوتا ہے تو فرمایا۔

کیف تکفرونَ باللّٰہ. تم اللہ سے کفر کیسے کر سکتے ہو کہ تمہاری کوئی حیثیت نہیں تھی اُس نے تمہیں انسان بنا دیا۔ کنتم امواتا. تمہیں تو کوئی جانتا نہیں تھا تم تو ذرات کی شکل میں روئے زمین پر کہاں کہاں منتشر تھے تم تو قطرہ آب کی شکل میں سمندروں کا حصہ بنے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوئے تھے تم تھے کہاں اُسنے تمہیں بنا دیا پھر بنانے کے بعد تمہیں پتہ ہے کہ تمہیں مرنا ہے اور موت بھی زندگی کا خاتمہ نہیں ہے۔ موت بھی ختم ہو جائے گی پھر تمہیں زندہ ہونا ہے اُس کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے اور وہ ایسا کریم ہے کس کس بات کا حساب دو گے۔

ھوالذی خلق لکم مافی الارض جمیعاً۔ وہ ایسا قادر ہے کہ روئے زمین کی ساری نعمتیں تمہارے لئے بنا دیں۔ اب تم کس کس کا حساب دو گے ہمارے پاس صرف ایک ہی راستہ ہے کہ اُس کا شکر ادا کرتے رہو۔ اُس کی عظمت کے گن گاتے رہو اُس کے ساتھ اپنا تعلق نور ایمان سے استوار رکھو۔ اُس سے محبت کرو اُسے چاہو اور اُس کی چاہت اور اُس کی محبت میں دنیا سے جاؤ اور قبر میں بھی محبت کی روشنی نصیب ہو اور اٹھو تو عشق الٰہی تمہارے سینے میں فروزاں ہو۔ اس کے علاوہ اے نوع انسان! تمہارے پاس دوسرا راستہ نہیں ہے دوسرا راستہ سوائے تباہی اور بربادی کے اُس کا کوئی نتیجہ نہیں اور یاد رکھو! جب آخرت کو اٹھنا ہے جب دوبارہ زندہ ہونا ہے تو اُس کے بعد موت نہیں ہے پھر تمہیں ہمیشہ ہمیشہ رہنا ہے اور ہمیشہ غضب الٰہی کا شکار رہنا کتنی بڑی بدبختی ہے۔ اس لئے اللہ سے کفر نہ کرو نور ایمان اختیار کرو۔ اپنی اپنی قوت اطاعت پہ صرف کر دو۔ غلطیاں ہوتی ہیں وہ معاف کرنے والا ہے کوتاہی ہوتی ہے وہ توفیق دینے والا ہے لیکن اپنی کوشش تو کرو غلطی ہو جائے تو اُس سے معافی چاہو اُس سے رحم طلب کرو وہ غفور الرحیم ہے اُسے پکارو۔ اُس کی بارگاہ میں آؤ۔ وہی ہے جس نے روئے زمین کی نعمتیں تمہارے لئے پیدا فرما دیں' آسمانوں کو تمہارے سر پہ چھت بنا دیا انہیں سات آسمان بنا دیا اور یہ مت بھولو کہ بنانے کے بعد وہ کسی چیز سے غافل نہیں ہے' وہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

لاتتحرک ذرۃً الا باذن اللہ. ایک ایک ذرہ اُس کے حکم سے حرکت کرتا ہے اُس کی عظمت کا احساس کرو۔ اللہ کریم ہمیں یہ احساس و شعور عطا فرمائے ہمارے گناہوں سے درگزر فرمائے اور اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائے اور نیکی اور اعمال صالح کی توفیق دے' اپنے حبیب ﷺ کی پیروی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین ٥

اناللہ وانا الیہ راجعون

☆ .... ضلعی صدر الاخوان فیصل آباد حاجی محمد نواز صاحب کی والدہ ماجدہ وفات پا گئی ہیں۔

☆ .... لاہور سے سپیشل کلاس کے ساتھی محمد ایوب اعوان صاحب کے والد محترم خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔

☆ .... خوشاب (گروٹ) سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی غلام یاسین صاحب رحلت فرما گئے ہیں۔

☆ .... بورے والا سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی محمد سعید انور صاحب کی دادی جان وفات پا گئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ مرحومین کو جوار رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

قوت اویسیت

نسبت اویسیہ براہ راست حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس کا سوتا پھوٹتا ہے اور اس میں وہ قوت ہے کہ روئے زمین کا جو انسان شامل ہونا چاہے اس کا حصہ اسی میں موجود ہے باقی سارے سلاسل میں کچھ لوگوں کا حصہ الگ الگ سلسلے میں ہے کچھ لوگوں کو دوسرے میں کچھ لوگوں کا تیسرے میں۔

اقتباس از کنز الطالبین

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال و جواب

شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان
دارالعرفان منارہ ضلع چکوال 18-7-2005

سوال:- کچھ سینئر ساتھی جماعت کے مقامی حلقوں میں حاضری نہیں دیتے لیکن پال ٹاک پر باقاعدگی سے ذکر کر لیتے ہیں اور اُن کے خیال کے مطابق شیخ المکرم کے ساتھ اگر ذکر ہر روز مل رہا ہے تو مقامی حلقے میں جانے کی کیا ضرورت ہے نیز کچھ ساتھی جماعت کے ساتھ عملی کاموں میں تعاون نہیں کرتے۔ ایریا صاحب مجاز پر تنقید بھی کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ ہمارا تعلق تو شیخ سے خالص ہے۔

جواب:-

الحمد للہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم.

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

صورت یہ ہے کہ ذکر سے برکات نبوت علیہ وسلم نصیب ہوتی ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فیضان جو ہے وہ دو طرح سے ہے ایک ہیں علوم نبوت جن میں قرآن کریم ہے حدیث شریف ہے احکام اوامر و نواہی ہیں جس سے فقہ مرتب ہوئی یہ سارے علوم جو ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا کردہ ہیں اور کوئی ایسی چیز جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منشا کے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے خلاف ہو اُسے جہالت کہا جائے گا' اُسے علم نہیں کہا جائے گا۔ دوسرا رُخ ہے فیضان نبوت کا' برکات نبوت جس طرح علم حسب استعداد مختلف لوگوں کو مختلف طرح سے حاصل ہوتا ہے اُسی طرح برکات بھی اپنی اپنی استعداد اور نصیب کے مطابق حاصل ہوتی ہیں۔ اگر کوئی عالم بن جاتا ہے لیکن عمل نہیں کرتا تو اصطلاح شریعت میں اُسے جاہل ہی کہتے ہیں۔ یعنی عالم سے مراد الفاظ و حروف کو یاد کر لینا نہیں ہے۔ عالم سے مراد ہے کہ وہ جانتا بھی ہو اور اُس پر عمل بھی کرتا ہو' غلطی ہو جانا ایک الگ بات ہے قرآن حکیم میں ہے کہ

جب کوئی گناہ کرتا ہے۔ بجھالتہٖ ثم توبوا الیہ . جب کوئی گناہ کرتا ہے جہالت کے سبب تو اُس کے ذیل میں مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ گناہ تو علماء سے بھی ہو جاتا ہے لیکن قرآن کہتا ہے کہ گناہ جہالت کا ثمر ہے۔ تو وہ فرماتے ہیں کہ بے شک عالم ہو جب گناہ کرتا ہے تو اُسے بھی جاہل شمار کیا جاتا ہے چونکہ گناہ جہالت کا ثمر ہے۔ دین سراسر علم ہے اور دین کی خلاف ورزی جہالت ہے تو جس طرح علوم ظاہری میں ہے کہ جسے علم نصیب ہوتا ہے پھر اُسے عمل کی توفیق ہوتی ہے تو وہ عالم کہلاتا ہے۔ آپ نے کتنے دیکھے ہوں گے قرآن کریم کے حافظ ہیں لیکن نہ نماز پڑھتے ہیں نہ روزہ رکھتے ہیں آوارہ گردی کرتے ہیں تو کوئی انہیں حافظ سمجھتا نہیں ہے اور اگر بتایا جائے تو بھی لوگ حیران ہوتے ہیں کہ یہ کیسے حافظ ہیں اور پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اگر اُس روش پہ رہیں تو بالآخر حافظ رہتے بھی نہیں ہیں۔ ایک دفعہ یاد کیا تھا پھر بھول جاتا ہے تو جس طرح علم ظاہری کی خصوصیت یہ ہے کہ جانتا ہو اور اُس پر عمل بھی کرتا ہو۔

دوسرا رُخ برکات نبوت علیٰ صاحبہ الصلوۃ والسلام کا ہے۔ علم ظاہری

www.naqshbandiaowaisiah.com

دماغ کی امانت ہے اور برکات نبوت علی صاحبہ الصلوۃ والسلام اور فیضان نبوت علی صاحبہ الصلوۃ والسلام یہ قلب کی اور روح کی امانت ہے۔تو برکات نبوت علی صاحبہ الصلوۃ والسلام جہاں آتی ہے وہ دوہرا اثر چھوڑتی ہیں صرف یہ نہیں کہ بندہ عمل کرتا ہے بلکہ عمل میں خلوص بھی شامل ہو جاتا ہے دل کی گہرائی سے عمل کرتا ہے۔اب جیسے عالم جانتا تو بہت سی باتیں ہے لیکن عمل نہیں کرتا تو قرآن کریم نے اسے جاہل کہا ہے۔اس طرح کوئی باقاعدگی سے پال ٹاک یا کوئی یہاں بیٹھا ہوا ہے میرے ساتھ یا شیخ کے ساتھ بھی ذکر کر لیتا ہے لیکن پھر اس کا کردار اس سانچے میں نہیں ڈھلتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اسے ذکر سے کچھ نصیب نہیں ہو رہا۔اگر ذکر کی برکات قلب میں روح میں آئیں گی تو دو کام یقیناً اس کے دل میں آئیں گے۔ایک تو یہ کہ عمل کروں اور خلوص سے کروں دوسروں کی نسبت اس کا رویہ بہت بہتر ہو جاتا ہے۔دوسرے انسانوں سے مختلف سا ہو جاتا ہے نیکی کی کوشش کرتا ہے' خلوص دل سے کرتا ہے دوسری برکات نبوت علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کی خصوصیت پھول کی خوشبو کی ہے۔جیسے پھول کی خوشبو ہوتی ہے اگر پھول میں بہت خوشبو ہو اور اس کے اندر ہی سمائی رہے تو کسے خبر رہتی ہے کہ اس پھول میں خوشبو بھی ہے۔لیکن آپ پاس سے گزریں یا باغ سے گزریں یا کیاریوں سے گزریں یہاں دروازے پہ ایک پودا لگا ہوا ہے شام کے بعد آپ نے محسوس کیا ہوگا اور سڑک سے گزرتے ہوئے پتہ چلتا ہے کہ یہاں پھول ہیں اور وہ رات کو اپنی خوشبو دیتا ہے اور ساری رات مہکتا رہتا ہے۔اسی طرح جب برکات نبوت علی صاحبہ الصلوۃ والسلام دل میں آتی ہیں تو ایک جذبہ یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ دوسرے بھائیوں کو بھی دوسرے لوگوں کو بھی یہ خوشبو محسوس ہوتی ہے یہ فطری طور پر ایک بات آ جاتی ہے کہ اسے پھیلایا جائے اسے پہنچایا جائے۔کوئی بھی کام کسی پر مسلط نہیں کیا جا سکتا لیکن اس کو بتانا اس سے بات کرنا اس کو سمجھانا اس درد دل کے ساتھ کہ یہ بھی ایک میرا بھائی ہے' مجھ جیسا انسان ہے پھر مسلمان بھی ہے۔مسلمان کے لئے تو کوشش کرنا بہت ضروری ہے لیکن کوئی غیر مسلم ہو تو وہ بھی انسان تو ہے۔مکلف ہے کسی طریقے سے اپنے کسی رویے سے اپنی باتوں سے اپنے عمل سے اگر اسے قائل کیا جا سکے تو یہ بہت بڑی بات ہے۔لیکن اگر کسی پھول کے پاس سے گزرنے پر خوشبو کا احساس ہی نہیں ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ وہ نقلی ہے اس میں خوشبو نہیں ہے۔

یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ اس نے یہ انٹرنیٹ کا سہارا دیا اور روئے زمین پر جہاں جہاں ساتھی ہیں ان کو شیخ کے ساتھ ذکر نصیب ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب تو یہ ہے کہ جنہیں ذکر شیخ کے ساتھ نصیب ہوتا ہے انہیں زیادہ کام کرنا چاہیے،انہیں مزید ایکٹو ہو جانا چاہئے۔جنہیں شیخ کے ساتھ ذکر نصیب نہیں ہوتا ان کی نسبت جنہیں نصیب ہوتا ہے انہیں زیادہ متحرک ہونا چاہئے زیادہ کام کرنا چاہئے۔پھر یہ بارگاہ جو ہے بارگاہ رسالت یہ اس کی ایک عجیب خصوصیت ہے کہ کسی بھی ہستی سے کسی بھی بندے سے محبت کرنے والے آپس میں رقیب کہلاتے ہیں' ایک دوسرے کو اچھا نہیں سمجھتے لیکن رسول اللہ ﷺ سے جو بھی محبت کرتا ہے وہ سارے محبت کرنے والوں سے بھی محبت کرتا ہے،یہ خصوصیت ہے! نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔

کنتم اعداء نسل انسانی دشمن تھی صرف دشمن۔اپنے دشمن' دوسروں کے دشمن' لوگ کفر میں مبتلا ہیں بدکاری میں مبتلا ہیں اور وہ اپنے بھی تو دشمن ہیں دوسروں کے بھی دشمن ہیں فالف بین قلوبکم۔اللہ نے محمد رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرما کر تمہارے دلوں میں محبت بھر دی۔دشمنی کی جگہ الفت بھر دی۔

فاصبحتم بنعمته اخوانا اور اللہ کی عطا اس کے کرم اور اس کی نعمت کی وجہ سے تم پل بھر میں بھائی بھائی ہو گئے۔

تو برکات رسالت ﷺ بھی جسے نصیب ہوتی ہیں دوسرے سارے بھائیوں کی محبت بھی اس میں آ جاتی ہے۔یہ چیزیں اپنے آپ کو چیک

www.naqshbandiaowaisiah.com

کرنی کی ہیں اپنے آپ کو دیکھنے اور سمجھنے کے لئے ہیں آپ کہتے ہیں میں نے اس کپڑے کو اس کاغذ کو آگ لگا دی لیکن وہ جلتا نہیں ہے دھواں نہیں دیتا شعلہ نہیں ہے تو کون مانے گا کہ آپ نے آگ لگا دی اور اگر آگ لگ گئی تو آگ بھی نظر آئے گی، دھواں بھی نظر آئے گا شعلہ بھی نظر آئے گا اور وہ جل بھی جائے گا۔ لیکن آپ کہتے رہیں کہ اُسے میں نے آگ لگا دی آگ لگا دی وہ جل نہیں رہا دھواں نہیں شعلہ نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ آپ نے آگ نہیں لگائی۔ یہی حال ذکر اذکار کا بھی ہے کہ ہم صبح شام ذکر بھی کرتے ہیں۔ رات رات بھر جاگتے بھی ہیں محنت بھی کرتے ہیں لیکن ہماری عملی زندگی میں دوسروں کی نسبت کوئی فرق نہیں پڑتا تو اس کا مطلب ہے کہ ذکر تو برکات سے خالی نہیں ہم میں جو قبول کرنے کی استعداد تھی اس میں کوئی گڑبڑ ہے۔ ہم جذب نہیں کر رہے ہمیں وہ متاثر نہیں کر رہا۔ عیسائی ایک رنگین پانی میں بچے کو غوطہ دیتے یا جو کوئی عیسائیت اختیار کرتا وہ اُسے ایک رنگین پانی میں نہلا دیتے کہ جی اب یہ عیسائی ہو گیا ہے۔ وہ پتہ نہیں اُسے ''بپتسمہ'' یا اس طرح کا کچھ کہتے تھے۔ تو اُس کے جواب میں اللہ کریم نے فرمایا

صبغۃ اللہ۔ ایمان اللہ کا رنگ ہے اور مومن پر اللہ کا رنگ چڑھ جاتا ہے۔ ومن احسن من اللہ صبغۃ اور اللہ سے بہتر کسی کا رنگ ہے۔ یہ بندے پہ ایک اور رنگ چڑھ جاتا ہے بندہ اور سا ہو جاتا ہے اُس میں ایک رنگ آ جاتا ہے وہ رنگ یہ نہیں کہ بندہ نیلا پیلا ہو جاتا ہے۔ رنگ یہ ہوتا ہے کہ اُس کا کردار بدل جاتا ہے' بات کرنے کا انداز بدل جاتا ہے' عمل کرنے کا انداز بدل جاتا ہے اور یہ ایسی دولت ہے محبت رسول اللہ ﷺ اور محبت الٰہی کہ جہاں آتی ہے وہاں ٹھہرتی یا جمتی نہیں بلکہ وہ اُسے معاشرے میں ماحول میں پھیلانے کی کوشش کرتا ہے۔ جس طرح نبی مکلف ہوتا ہے کہ اللہ کی بات کو اللہ کی مخلوق تک پہنچائے اُسی طرح جو نبی کے خادم اور پیروکار ہوتے ہیں اپنی حیثیت کے مطابق جہاں تک ان کی بات پہنچ سکے وہ بھی مکلف ہوتے ہیں وہ اس بات کو محدود نہ رکھیں کہ اللہ کے بندوں کے لئے ہے ساری مخلوق کیلئے ہے ساری انسانیت کے لئے ہے تو یہ تو اللہ کی نعمت ہے کہ بین الاقوامی طور پر ایسی ایجادات آ گئی ہیں کہ ہر جگہ ذکر نصیب ہو جاتا ہے لیکن اگر یہ نہ بھی ہوتی تو جہاں بھی کوئی ذکر کرتا ہے توجہ تو نصیب ہوتی ہے یہ تو اللہ کا اپنا ایک نظام ہے یہ تو ایک ظاہری سسٹم بن گیا ہے کہ آواز پہنچ جاتی ہے یا تحریر پہنچ جاتی ہے جب یہ نہیں تھا تو بھی روئے زمین پر جہاں کوئی تھا اُسے برکات تو نصیب ہوتی تھیں۔ جب اس پہ ذکر نہ ہو تو بھی جب کوئی ذکر کرے گا تو برکات تو نصیب ہوں گی لیکن برکات کا حاصل یہ ہے کہ اُس میں زیادہ جذبہ پیدا ہو وہ زیادہ متحرک ہو جائے۔ ساتھیوں کے ساتھ احباب کے ساتھ از خود اسے محبت ہو جائے گی جسے محبت رسالت ﷺ نصیب ہوتی ہے۔ یہ محبت نبوت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے۔

فالف بین قلوبکم. ایسی الفت دی تمہیں کہ آپس میں بھی تم سب ایک دوسرے سے محبت کرنے لگ گئے تو چونکہ شیطان بھی ہر وقت برسرِ پیکار رہتا ہے پھر نفس انسانی بھی ہے کبھی نفس یہ بات لے آتا ہے کہ اب میں تو پارسا ہو گیا مجھے دوسروں کی کیا۔ دوسروں کی اگر آپ کو ضرورت نہیں تو دوسروں کو آپ کی شاید ضرورت ہو۔ اب میں یہ سمجھ بیٹھوں کہ مجھے لوگوں کی کیا ضرورت ہے کہ جی میرے مراقبات اتنے ہیں میرے مقامات اتنے یہ ہو گیا وہ ہو گیا تو یہ تو بات کا ایک پہلو ہے لیکن ایک پہلو یہ بھی ہے کہ شاید ان لوگوں کو میری ضرورت ہو۔ تو بندہ جس طرح سے بھی سمجھ لے وہ الگ تو نہیں ہو سکتا پھر جب تک سانس ہے۔

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین. جب تک موت نہیں آ جاتی تب تک جب تک ہوش قائم ہے حواس قائم ہیں زندگی ہے تب تک آدمی مکلف ہے کہ جتنا کام اُس سے ہو سکتا ہے وہ کرتا رہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین جب تک اس دنیا سے آخرت میں یقین کی دنیا میں نہیں چلے جاتے تب تک اللہ کی عبادت اور اپنی ذمہ داریاں ادا کرتے رہو۔ حواس ساتھ چھوڑ دیں بندہ مکلّف نہیں رہتا۔ ہوش مختل ہو جائے تو مکلف نہیں رہتا بہت سی چیزیں وقت کے ساتھ ساتھ عمر کے ساتھ ساتھ چھوٹی جاتی ہیں۔ نماز باقاعدگی سے ادا نہیں کر سکتا' سجدہ نہیں کر سکتا' کرسی پہ بیٹھ کے پڑھتا ہے' اٹھ نہیں سکتا کھڑا نہیں ہو سکتا لیٹ کے پڑھتا ہے پھر بھی ہر کام کا مکلف ہے کوئی عیادت کے لئے آئے تو اس کے ساتھ بھی اللہ کی بات کرے اور جہاں بھی دو مسلمان اکٹھے ہوں وہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات کریں۔

نبی کریم ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جہاں بھی دو مسلمان اکٹھے ہوں اور جہان بھر کی باتیں کریں لیکن اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بات نہ کریں تو وہ مجلس منحوس ہے' اس پہ اللہ کا غضب ہوتا ہے۔ اس لئے السلام علیکم پہلا جملہ ہی دعائیہ ہے کہ اللہ تم پر سلامتی نازل فرمائے وہ کہتا ہے وعلیکم السلام۔ کہ سب سے پہلے ذکر ہی اللہ کا اور اللہ کی رحمت کا اس سے آگے بات شروع ہوتی ہے۔ تو ہر میل ملاقات میں ہر محفل میں ہر بات میں کہیں انشاءاللہ کہے' کہیں سبحان اللہ کہے' کہیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا حوالہ دے۔ تو بات ہی وہ ہے جس میں اللہ اور اللہ کے حبیب ﷺ کا نام ہو۔ تو اگر اتنا ضروری ہے تو یہ کیسے ضروری نہیں ہے کہ جسے برکات نبوت علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام نصیب ہوں وہ الگ تھلگ ہو جائے؟ ہوتا یہ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ ہمیں نصیب ہو رہی ہے لیکن ہماری کسی کوتاہی کی وجہ سے وہ ہمارے اندر جذب نہیں ہو رہی ہیں اپنا گھر نہیں بنا رہی ہیں۔ سورج روشنی تو ایک جیسی پھیلاتا ہے' لیکن آپ نے وہ ایجاد کر لیں چیزیں ایک چادر سی سامنے تان دیتے ہیں تو آگے سورج کی تمازت سے بجلی بنا کر آگے چلا دیتے ہیں۔ حالانکہ وہی تمازت مٹی پہ پڑ رہی ہے پتھروں پہ پڑ رہی ہے اُن میں کوئی بجلی نہیں بن رہی تو یہ جو ذکر ہوتا ہے شیخ کے ساتھ یا صاحب مجاز کے ساتھ نصیب ہوتا ہے۔ یہ اُسی طرح کا اثر کرتا ہے کہ بجلی بن جاتی ہے جو آگے دوسروں تک بھی روشنی پہنچاتی ہے۔ تو کوشش یہ کرنی چاہئے کہ جب آگ لگتی ہے تو دھواں بھی ہو شعلہ بھی ہو' تمازت بھی ہو۔ جب برکات ہیں تو اُن کا اظہار ہو اظہار کردار پہ ہوگا ایک ذاتی کردار سے کہ آپ لوگوں سے بات کرنے میں کھرے ہیں لین دین میں کھرے ہیں ظلم کرنے سے بچتے ہیں مظلوم کی مدد کرتے ہیں' احکام شریعت کی پابندی کرتے ہیں' اخلاق اچھے ہیں بات اچھے طریقے سے کرتے ہیں۔ ایک آدمی معاشرے میں تھوڑا سا الگ نظر آنا چاہیے کہ جی یہ ذاکر ہے اللہ اللہ کرنے والا ہے۔ اگر اُس کا کردار بھی ویسا ہی ہے جیسا دوسروں کا ہے تو پھر تو کچھ حاصل نہ ہوا۔

اور دوسری بات کہ اس نعمت کو آگے پھیلانا ہے یہ علم بھی اور برکات بھی ان میں ایک خصوصیت ہے کہ دولت بانٹنے سے کم ہوتی ہے یہ بانٹنے سے بڑھتے ہیں۔ آپ کے پاس علم ہے اور جتنے لوگوں میں علم بانٹیں گے آپ کا علم اتنا روشن منور اور بڑھتا چلا جائے گا۔ آپ بانٹنا چھوڑ دیں آپ کے اپنے پاس سے بھی ختم ہونا شروع ہو جائے گا۔ آپ کے پاس برکات ہیں آپ جتنی بانٹیں گے اتنا زیادہ فائدہ آپ کو بھی ہوگا' آپ کے دل میں بھی روشنی زیادہ بڑھتی جائے گی' کیفیات زیادہ ہوتی جائیں گی' اور جتنا اُسے روکیں گے الگ تھلگ ہوں گے اتنی اُس میں کمی آتی جائے گی یہ تو اللہ کریم کا احسان ہے کہ وہ یہ دولت عطا کرے اور اُس سے یہ بھی دعا کرنی چاہئے کہ اس کے جو اثرات ونتائج ہیں اللہ توفیق دے کہ مجھ سے اُن کا اظہار بھی ہو۔ دنیا دار عمل ہے اور ہر عمل پر اللہ کریم کی رحمت نازل ہوتی ہے اگر وہ شریعت کے مطابق ہو۔ اور سب سے اچھا عمل علوم کا تقسیم کرنا ہے اور برکات کا پہنچانا ہے۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العلمین

مراکز ذکر: راولپنڈی 051-5504575' فیصل آباد 041-542284- بہاولپور 0622-888468

www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد سے انتخاب
رمضان المبارک کی برکات

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 8-11-2002

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

شَھْرُ رَمَضَانَ الَّذِی اُنْزِلَ فِیہِ القُرآنُ ھُدًی لِلنَّاسِ

وَبَیِّنٰتٍ مِنَ الْھُدٰی وَالْفُرقَانِ o

اَللّٰھُمَّ سُبْحٰنَکَ لَا عِلْمَ لَنَا اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا اِنَّکَ اَنْتَ

الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ o

مَولَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ مَنْ ذَاتُ بِہِ الْعُصُرُوا۔

الحمدللہ زندگی ءمستعار میں ایک رمضان المبارک اور نصیب ہوا۔ کتنے ایسے لوگ تھے جو ہمیں عزیز بھی تھے اور پچھلے رمضان المبارک میں الحمدللہ ہمارے ساتھ بھی تھے اس دفعہ رمضان المبارک سے پہلے دنیا سے جا چکے ہیں اور ہم میں سے کتنے ہوں گے جو شاید اگلے رمضان المبارک میں نہیں ہوں گے۔ یہ اللہ کریم کا احسان ہے کہ اس نے ایک دفعہ پھر یہ بابرکت مہینہ نصیب فرمایا اور بالخصوص ہم پر اللہ کا ایک اور بڑا احسان ہے کہ ہمیں انہوں نے ایک ایسا شخص عطا فرمایا ہے کہ گزشتہ تین رمضان المبارک سے ہم قرآن الحکیم کی مختلف قرأتیں سن رہے ہیں اور اس دفعہ چوتھی قرأت سن رہے ہیں۔

زندگی میں بہت کم لوگ ایسے ہوتے ہیں جنہیں تمام قرأتوں پر قرآن کریم کا سننا نصیب ہو اور بہت کم ایسے قاری صاحبان ملتے ہیں جنہیں ہر قرأت اس طرح یاد ہو کہ وہ نماز میں سُنا سکیں۔ یہ ایک مشکل کام ہے۔ چونکہ ہر قرأت میں زیر، زبر کا فرق ہے، حروف کی ادائیگی اور تلفظ کا فرق ہے، معنی اور مفاہیم ایک ہیں۔ قرآن حکیم کی قرأتیں بالکل اس طرح ہیں جس طرح ہر زبان میں۔........ آپ پنجابی کو ہی لے لیجئے۔ یہ پورے پنجاب کی زبان ہے لیکن ہر علاقے میں ادائیگی میں، حروف کے تلفظ میں، زیر زبر میں تھوڑا بہت فرق ہے۔ اسی طرح قرآن حکیم چونکہ عربی میں نازل ہوا اور عربی کی جو معروف ادائیگی کی اقسام اس وقت موجود تھیں ان میں تمام قرأتوں میں نازل ہوا۔ الفاظ کی زیر، زبر یا پیش یا ادائیگی کا انداز بدل جاتا ہے لیکن مفہوم وہی ہوتا ہے جو مروّجہ ایک قرأت میں ہے جو کثرت سے دنیا میں پھیلی ہے۔ تو یہ اللہ کریم کا بہت بڑا احسان ہے کہ ہمیں گزشتہ تین رمضان المبارک سے، یہ چوتھا ہے کہ قاری صاحب کی صورت میں اللہ نے ہم پر رحمت فرمائی اور مختلف قرأتیں سننے کا اتفاق ہوا اور اللہ کرے، ہمیں بھی فرصت دے اور انہیں بھی عمر دراز دے اور مہلت دے کہ یہ ساری قرأتیں نماز میں، تراویح میں سننا نصیب ہوں۔ ایک بہت بڑی عظیم سعادت ہے

اللہ جل شانہٗ ذات والا صفات ہمارے اندازوں سے زیادہ پاک، ہماری سوچوں سے زیادہ بلند اور ہمارے خیالات سے زیادہ ارفع و اعلیٰ ہے۔ جب بھی رب جلیل نے اپنے کسی نبی، کسی پیغمبر سے کلام فرمایا تو آپ انبیاء علیہم السلام کی اگر زندگیوں پر غور فرمائیں گے تو ایک چیز آپ کو تمام نبیوں اور تمام رسولوں میں ملے گی کہ جب نزول کلام کا وقت آیا تو انہیں دنیا سے الگ کر کے چلہ کشی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کی صورت میں یا تنہائی کی صورت میں ذکر اذکار کے لئے بیٹھنا پڑا۔ موسیٰ علیہ السلام کو چلہ کشی کرنا پڑی تب کتاب الٰہی نصیب ہوئی۔ اور معروف واقعہ ہے کہ بعد میں قوم گمراہ ہوگئی اور پھر آپ تشریف لائے اور ناراض ہوئے' ایک لمبا قصہ ہے۔ اسی طرح آقائے نامدار ﷺ حرا میں تشریف لے جاتے اور مہینوں معتکف رہتے اور حرا میں نزول قرآن کی ابتدا ہوئی۔ مراد یہ ہوتی ہے کہ نبی معصوم ہے' خطا سے پاک ہے' اس کے باوجود چونکہ وہ انسانوں میں رہتا ہے جس معاشرے میں کوئی رہتا بستا ہے اس کی ہوا' اس کی فضاء اس کے وجود کو متاثر کرتی ہے۔ گرم ملکوں میں رہیں گے تو گرمی متاثر کرتی ہے اور برف پوش پہاڑوں پر چلے جائیں تو سردی اثر کرتی ہے اسی طرح کچھ نظر نہ آنے والی کیفیات ہوتی ہیں انسانی معاشرے کی' انسانی کردار کی تو جب کلام الٰہی کا نزول ہوا تو اللہ کریم نے انبیاء علیہم السلام کو بھی تنہائی اختیار کرنے کا حکم دیا تا کہ کوئی ذرہ کسی گرد کا' جو ان کا اپنا نہیں ہے لیکن جس معاشرہ میں رہتے ہیں اور وہاں جو لوگوں کے کردار سے جو ایک دھواں بنتا ہے جو نظر نہیں آتا اس کا کوئی شمہ کہیں کسی کونے کھدرے پر نہ ہو بلکہ مکمل یکسوئی' عبادت' پاکیزگی نصیب ہو حالانکہ نبی معصوم ہوتے ہیں اور جب اس کلام میں غیر نبی کو مخاطب فرمایا جائے اس کلام کو ہر کسی کے لئے عام کر دیا جائے اور ہر ایک بندے سے بات کی جائے تو اس بندے کو کس قدر پاکیزگی' کس قدر طہارت کتنی محنت اور کتنے مجاہدے کی ضرورت ہوگی۔ اگر وہ قرآن کو سمجھنا چاہتا ہے' اگر وہ قرآن کو جاننا چاہتا ہے تو کلام الٰہی کو سمجھنے کے لئے کس قدر پاکیزگی' کتنے مجاہدے کتنی محنت کی ضرورت ہوگی' اس سارے مجاہدے کو رب جلیل نے رمضان المبارک کے ان گنتی کے دنوں میں سمو دیا اور وہ ایسا کریم ہے کہ اس نے اس ماہ مبارک میں ایسی برکات رکھ دیں کہ نبی علیہ الصوۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ جس کسی نے رمضان کا روزہ ایمان اور احتساب سے رکھا' یاد رکھیں یہاں دو شرطیں لگائیں۔ ایک تو یہ کہ اس کا اللہ پر ایمان پختہ ہو' ضروریات دین پر یقین پختہ ہو' نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر ایمان پختہ ہو' آخرت پر' کتاب اللہ پر ایمان پختہ ہو اور دوسرا "احتساباً" اس لئے روزہ رکھے کہ اپنا احتساب کرے بیٹھ کر کہ آج تک زندگی میں میں نے کیا کھویا کیا پایا' کتنا میں نے اللہ کی اطاعت کے دائرے کے اندر اپنی زندگی کو خرچ کیا اور کتنے لمحات مجھ سے ضائع ہو گئے' اطاعت الٰہی کی حدود سے باہر چلے گئے اور میں نے شیطان کے سپرد کر دیئے۔ یہ احتساب اسے احساس دلائے گا کہ جو غلطیاں' جو کوتاہیاں ہوئی ہیں ان کی معافی طلب کرے۔ تو فرمایا کہ جس کسی نے ایمان اور احتساب کے ساتھ ایک روزہ رکھا اس کے زندگی کے پہلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے۔

ایک تو اس مہینے میں یہ فضیلت رکھی کہ جب ایک روزہ' پہلا روزہ آپ نے رکھا تو زندگی کے سارے گناہ معاف ہو گئے بلکہ روزہ رکھنے سے پہلے' پہلی رات' رمضان مغرب سے شروع ہوتا ہے۔ شرعی تقویم کے مطابق مغرب کی نماز اگلے دن کی شروع ہوتی ہے۔ تاریخ بدل جاتی ہے سورج ڈوبنے کے ساتھ اور مغرب جو ہم پڑھتے ہیں وہ نئی تاریخ کی پہلی نماز ہوتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ نماز فجر سے شروع ہوتی ہے' نہیں، حقیقتاً مغرب سے شروع ہوتی ہے اور مغرب کی نماز اگلے دن کی پہلی نماز ہوتی ہے۔

تو فرمایا کہ جس نے رمضان کی رات کو ایمان اور احتساب کے ساتھ قیام کیا اور فرماتے ہیں کہ جس نے عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کر لی اور فجر کی باجماعت پا لی وہ قائم اللیل ہے۔ اس نے گویا ساری رات قیام کیا۔ نماز ادا کرنے کے بعد سو گیا اور اٹھا تو پھر نماز ادا کی' وہ قائم الیل ہے پھر اس کے ساتھ' عشاء کے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ساتھ تراویح ادا کیں' پھر اس کے بعد اس نے نوافل پڑھے یا تلاوت کی یا تہجد پڑھی یا اس کے بعد اس نے فجر سے پہلے جو کچھ کیا تو یہ ساری اس پر مزید محنت ہے تو فرمایا کہ' جس نے رمضان کی رات کا قیام ایمان اور احتساب کے ساتھ کیا اس کے اس سے پہلے کی زندگی کے سارے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔ پہلی رات کا قیام جو ہے اس نے بندے کو اس طرح کر دیا کہ زندگی کی ساری خطائیں معاف ہوگئیں' اب اسے رمضان کا دن نصیب ہوا تو اس نے مزید اس میں طہارت بڑھا دی' اگلی رات آئی اس نے مزید لطافت پیدا کی' اگلا دن آیا اس نے مزید پاکیزگی میں اضافہ کیا تو گویا بندے میں ہر آن' ہر لحہ یعنی جتنا میل تھا وہ تو پہلی رات کو ہی ختم ہو گیا اب مزید جس طرح آپ کپڑے کو دھوتے ہیں اس سے میل صاف ہو جاتا ہے پھر اسے چمکانے کیلئے کلف لگاتے ہیں پھر اسے مزید خوبصورتی دینے کے لئے استری کرتے ہیں تو یہ جو پہلی رات کے بعد آگے جو مسلسل رمضان المبارک کے دن ہیں اور رمضان المبارک کی راتیں ہیں یہ اس پر مزید لطافت' پاکیزگی' تقدس بڑھاتی چلی گئیں حتیٰ کہ جب آخری عشرے میں داخل ہوا تو اسے لیلتہ القدر نصیب ہوئی۔ اب لیلتہ القدر ایک رات اللہ نے ایسی بنا دی جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ یعنی لیلتہ القدر کی ایک رات اور پھر اس بندے کو لیلتہ القدر نصیب ہو جاتی ہے۔ جو عشا' باجماعت ادا کرتا ہے' اور فجر باجماعت ادا کرتا ہے۔ یہ ضروری نہیں کہ صرف جاگنے والے کو نصیب ہو جاتی ہے' اس کی برکات ہر اس بندے کو نصیب ہو جاتی ہیں جو قائم اللّیل ہوتا ہے اور قائم اللّیل' عشاء کو باجماعت ادا کر کے فجر باجماعت ادا کرنے والا قائم اللّیل ہوتا ہے تو گویا ہر مسلمان کو لیلتہ القدر کی برکات بھی نصیب ہو جاتی ہیں' گویا اس نے ہزار مہینے سے جو کم و بیش چوراسی پچاسی سال کے قریب بنتا ہے' مسلسل مجاہدہ کیا ہو مسلسل عبادت کی' مسلسل روزے رکھے' مسلسل جہاد کیا' زندگی کا ایک ایک لحہ اطاعت الٰہی میں گزارا' یہ کیفیت اسے چند لحات میں..... جو کچھ اس پر نتیجہ مرتب ہونا تھا وہ نتیجہ اسے اس ایک لمحے میں نصیب ہو گیا۔ جس طرح کوئی ہزار مہینہ محنت کرے تو جو مزدوری ملتی ہے' وہ مزدوری اگر کسی کو صرف حاضری پر عطا کر دی جائے کہ تم آئے ہو تو تم اس سے زیادہ لے لو تو یہ تو دینے والے کی عطا ہے۔

اسی طرح نوافل کا درجہ ثواب کے حساب سے فرائض کے برابر کر دیا گیا کہ رمضان المبارک میں جو نفل ادا کرتا ہے وہ فرائض کا ثواب پاتا ہے اور جو فرائض ادا کرتا ہے وہ ستر گنا اور ستر محدود نہیں ہے' ستر عربی محاورے میں ایک عام لفظ ہے کہ جب بہت زیادہ کسی بات کو کہنا ہو تو کہتے ہیں ستر گنا' ستر بار تو اس سے مراد ہوتی ہے بے شمار بہت زیادہ یعنی فرض کا ثواب بہت زیادہ بڑھا دیا گیا۔ پھر سب سے مزے کی بات یہ کہ رمضان المبارک کا چاند طلوع ہوتا ہے تو چھوٹے بڑے تمام شیاطین قید کر لئے جاتے ہیں۔ ابلیس سے لے کر اس کی تمام اولاد تک۔

ہم پورا سال اپنے ہر جرم کا الزام ابلیس کو دیتے ہیں لیکن کم از کم رمضان المبارک میں ہمارا جو کردار ہے اس کا الزام ابلیس پر نہیں جاتا۔ ہمارے اندر جو شیطنت بھر گئی ہے یا اللہ کی نافرمانی کرتے کرتے اور شیطان کے ساتھ چلتے چلتے جو شیطانی خصوصیات ہمارے اندر آ گئی ہیں رمضان المبارک میں جو برائی ہوگی وہ اس کے ذریعے سے ہوگی کہ کوئی شیطنت ہمارے اندر بھی ہے۔ کچھ انسان تو مجسم شیطان بن جاتے ہیں جس طرح ارشاد ہے قرآن حکیم میں شَیـٰطِیْنَ الْجِنِّ وَالْاِنْس ۔ شیطان جنوں سے بھی ہیں اور انسانوں سے بھی ہیں۔ شیطان اپنے دوستوں سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

سرگوشیاں کرتے ہیں' ان سے باتیں کرتے ہیں' انہیں باتیں بتاتے ہیں کہ یہ کرو' وہ کرو' تو کچھ انسان' انسان ہوتے ہوئے اتنے گر جاتے ہیں کہ وہ مجسم شیطان بن جاتے ہیں۔

یاد رکھیں رمضان المبارک میں جتنا ظلم ہوگا' جتنی نافرمانی ہوگی' جتنا جھوٹ بولا جائے گا' جتنی برائی ہوگی' یہ اس وجہ سے ہوگی کہ شیطانوں کے اوصاف انسانوں میں آ گئے اور دوسروں کو دیکھنے کی بجائے ہمارے اپنے لئے ایک آئینہ ہے رمضان المبارک کہ ہم اس میں دیکھیں کہ میرے اندر کہیں شیطنت تو نہیں ہے' میں کسی کی برائی تو نہیں سوچ رہا۔ میں کہیں اللہ کی نافرمانی کا ارادہ تو نہیں کر رہا۔ اور اگر یہ احتساب نہ ہو' نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ زبان کا روزہ یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہ بولے اور ذکر الٰہی سے روشن رہے' تر رہے' کان کا روزہ یہ ہے کہ جھوٹ سننے سے احتراز کرے' آنکھ کا روزہ یہ ہے کہ غلط کاموں کو دیکھنے سے اجتناب کرے بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم ہے کہ اگر کوئی تمہیں گالی دے تو اسے بتاؤ کہ بھئی میں روزے سے ہوں میں گالی نہیں دے سکتا۔ یعنی ایک تربیت ہے ضبط نفس کی بھی اور انسان کے اخلاص کی بلندیوں تک پہنچنے کی' جب کوئی کسی کو منہ پر گالی دے تو اسے کتنا برا لگتا ہے' حضورؐ نے فرمایا کہ جواب میں اسے کہو کہ میرا روزہ ہے۔ اور فرمایا' ارشاد ہے حدیث شریف میں کہ اگر کوئی جھوٹ بولتا رہا' اللہ کی نافرمانی کرتا رہا اور اس نے روزہ بھی رکھا تو اللہ کو ضرورت نہیں ہے کہ وہ بھوکا پیاسا مرے۔ یہ کوئی راشن بندی کا مہینہ نہیں ہے کہ اللہ کے خزانوں میں راشن کی کمی ہوگئی ہے اس لئے راشن بندی ہوگئی بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ رمضان المبارک میں غیر رمضان سے زیادہ کھایا جاتا ہے۔ جو لوگ عید بقر عید پر حلوہ کھاتے ہیں رمضان المبارک میں وہ بھی روز افطاری بنائے ہوئے ہوتے ہیں اور عام دنوں کی نسبت ہر گھر کا خرچ بڑھ جاتا ہے کھانے پینے کا۔ سحری کا خاص اہتمام ہوتا ہے' افطاری کا خاص اہتمام ہوتا ہے' کھانے پینے میں تو لوگ زیادہ ہو جاتے ہیں لیکن اطاعت الٰہی کا کمال یہ ہوتا ہے کہ فریج میں ٹھنڈا پانی پڑا ہے' کمرے میں بندہ اکیلا ہے' اسے پیاس لگی ہے' کوئی اس کے پاس نہیں لیکن وہ پانی نہیں پیتا' کیوں نہیں پیتا' اس کا اللہ اس کے پاس ہے۔ اور یہی مقصد ہے کہ ہر بندے کو حضوری نصیب ہو کہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے میرے پاس موجود ہے۔

میں نے شاید کئی دفعہ پہلے بھی یہ واقعہ ذکر کیا ہے مختلف تقریروں میں تو میں رمضان المبارک میں .... اس وقت گرمیوں کا رمضان المبارک تھا اور بڑے لمبے دن تھے اور بہت گرم دن تھے۔ تو میں جیپ پر سڑک کنارے گزر رہا تھا تو ایک بہت بڑا تالاب تھا وہاں ایک آدمی اپنا ریوڑ لے کر آیا بھیڑوں کا چرواہا جنگل سے اور سخت گرمی تھی' پیاس تھی' ظہر کا وقت تھا' بھیڑیں پانی پر ٹوٹ پڑیں۔ اس بندے نے چادر سی تہہ کر کے اس طرح سایہ سا بنایا ہوا تھا آنکھوں پر۔ وہ بندہ بجائے پانی پینے کے آرام سے بیٹھ گیا اور وضو کرنے لگا۔ پیاس تو اس کو بھی بڑی لگی ہوئی ہوگی۔ اس نے وضو کیا اور ظہر کی نماز کی تیاری کرنے لگا گویا اسے یقین تھا کہ اس ویرانے میں بھی میرا پروردگار میرے ساتھ ہے اور مجھے اس کی اطاعت میں پانی نہیں پینا اور یہی کمالِ ایمان ہے اور یہی پاکیزگی مطلوب ہے۔

نہ کھانا اوصاف ملکوتی میں سے ہے۔ فرشتے کی صفت ہے کہ وہ پانی نہیں پیتا' وہ کھانا نہیں کھاتا اسے نیند نہیں آتی۔ زیادہ کھانا اوصاف حیوانی میں سے ہے کسی جانور کو دیکھ لیں وہ بے تحاشا کھا سکتا ہے اور کھاتا رہتا ہے۔ تو یہ تربیت بھی ساتھ دی جاتی ہے کہ بشر ہونے کے باوجود' مشت غبار ہونے کے باوجود بندہ مومن میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایسی صفات پیدا کی جائیں جو فرشتے میں ہوتی ہیں، اوصاف ملکوتی پیدا کئے جائیں' اور اوصاف ملکوتی کا اثر اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کوئی فرشتہ کبھی اللہ کی نافرمانی نہیں کرتا یعنی ہر بات ہر کام اس طرح سے کئے جاتا ہے تو ایک تقدس ہے رمضان المبارک کا جس میں اللہ کا مبارک کلام نازل ہوا' جہاں یہ تقدس نہیں ہوتا وہاں کلام الٰہی سے ہدایت نصیب نہیں ہوتی بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ لوگ اللہ کا کلام پڑھ کر اس پر اعتراض سوچتے ہیں۔

مستشرقین کی ایک جماعت ہے مغرب میں جو ایمان تو نہیں لائی لیکن انہوں نے پوری عمریں قرآن وحدیث کی تحقیق وتدقیق پر صرف کر دیں۔ انہیں ''مستشرق'' کہتے ہیں کہ انہوں نے علوم مشرق کا تجزیہ کیا۔ ان کی ساری عمروں کا حاصل کیا ہے؟ چند بیہودہ اعتراضات......

کبھی حدیث پر کبھی قرآن پر اور بڑی عجیب بات یہ ہے کہ ان کے وہ اعتراض ان کے ہم مذہبوں نے اور بے دین لوگوں نے اور اسلام کے مخالفوں نے بھی مانے نہیں ہیں بلکہ انہوں نے بھی کہا کہ یہ بہت ہی بودی اور بہت ہی لچر باتیں ہیں۔ تو آپ اندازہ کریں کہ ایک بندے نے ساری زندگی قرآن پر ریسرچ کرنے میں لگا دی' ایک بندے نے عربی زبان سیکھی' اس نے عربی کی مختلف لغاتیں سیکھیں' پھر اس نے قرآن کی بے شمار تفسیریں پڑھ ڈالیں اور نتیجہ کیا نکلا............ چند اعترضات جن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

کیوں........؟ کیا قرآن میں روشنی نہیں تھی' قرآن میں روشنی موجود تھی اس بندے میں روشنی قبول کرنے کی استعداد نہیں تھی۔

آپ روشنی کی ایک کرن کو شیشے پر ڈالتے ہیں تو سارا شیشہ جگمگا اٹھتا ہے لیکن اس کرن کو کیچڑ پر پھینکیں تو کیا کیچڑ جگمگا اٹھے گا۔ پتھر پر ڈالیں تو کیا وہ منعکس ہوگی۔ تو بندے اپنے کردار اور اپنے عقیدے اور اپنے ایمان سے گندے جوہڑ کا کیچڑ بن جاتے ہیں جبکہ روزہ اس مٹی کو' اس کیچڑ کو' اس پتھر کو پالش کر کے شیشہ بناتا ہے' آئینہ بناتا ہے۔

مجھے عجیب اتفاق ہوا۔ ہم وزیرستان میں تھے تو نشانہ بازی کی بات آ گئی۔ انہوں نے اپنے چار پانچ نشانہ باز چنے اور پٹھانوں کے پاس تو نسوار کی ڈبیا پر اتنا سا شیشہ لگا ہوتا ہے۔ اب وہ کوئی تین سو گز دور پہاڑی کے اوپر انہوں نے سورج کے رخ پر وہ ڈبیا رکھ دی۔ یقین مانیں کہ یہ حسن اتفاق تھا کہ ایک ایک گولی سب کو ملتی تھی ان میں میں بھی شامل تھا۔ پانچ وہ تھے چھٹا میں تھا۔ ہمیں وہ شیشہ اتنا نظر آتا جتنی کوئی چھوٹی پلیٹ ہوتی ہے۔ کیونکہ سامنے سے اس پر سورج پڑ رہا تھا۔ اس ڈبی کا اپنا حجم تو اتنا سا تھا لیکن نظر وہ اتنا بڑا آتا تھا۔ اس لئے جو نشانہ باز گولی چلاتا تھا وہ کبھی اس کے دائیں لگتی کبھی بائیں لگتی' تیسرے راؤنڈ میں اتفاق سے میری گولی اس میں لگ گئی اور یوں میرا وہ بڑا اعزاز بن گیا لیکن وہ محض حسن اتفاق تھا اور اندازہ تھا ورنہ شیشہ جتنا تھا اتنا نظر نہیں آتا تھا اس سے بہت بڑا یعنی پلیٹ جتنا بڑا نظر آتا تھا کیونکہ سامنے سے سورج پڑ رہا تھا۔ اسی طرح جب قلبِ انسانی اوصافِ ملکوتی پیدا کرتا ہے' بھوکا رہتا ہے اللہ کے حکم کے مطابق' اب صرف بھوک نہیں ہے اس کے ساتھ اطاعت الٰہی کا نور بھی ہے' پیاسا ہے اور صرف پیاس نہیں ہے اس کے ساتھ اتباع رسالت کا نور بھی ہے۔ ایک نورِ ایمان ہے جو وابستہ ہے محمد رسول اللہ سے' ایک نورِ ایمان ہے جو آپ کی وساطت سے وابستہ ہے ذاتِ باری تعالٰی سے تو گویا ہم نے دل کو لطف وکرمِ الٰہی کی شعاعوں کے سامنے رکھ دیا۔ اب یہ جو اس میں طہارت اور پاکیزگی آئے گی یہ وجود کو اور ذہن کو اور سوچوں کو جلا بخشے گی اور آدمی رمضان سے جب نکلے گا تو بہتر سوچے گا۔ رمضان المبارک

سے جب نکلے گا تو بہتر عمل کرنے کی کوشش کرے گا۔ رمضان المبارک سے جب نکلے گا' ایک مہینہ کورس کرے گا تو سچ بولنے کی کوشش کرے گا۔ جب ایک مہینہ کے اس کورس سے نکلے گا تو اس کی زندگی بدل چکی ہوگی۔ قبل رمضان اور بندہ ہوگا اور بعد رمضان کوئی اور سا بندہ نظر آئے گا۔ خدانخواستہ اگر ایسا نہیں ہوتا اور جیسا کہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ رمضان المبارک میں مساجد بھر جاتی ہیں اور عید کے ساتھ ہی پھر وہی پرانے نمازی رہ جاتے ہیں اور نئے لوگ نماز سے فارغ ہو جاتے ہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ باوجود اس کے کہ انہوں نے رمضان المبارک کا پورا مہینہ مجاہدہ کیا لیکن شاید انہیں حاصل کچھ نہیں ہوا، ایک بات یاد رکھ لیجئے' ہمارے ہاں ایک رواج ہے کہ ثواب ملے گا اور آخرت میں ملے گا لیکن شاید ہی کبھی کسی نے یہ تکلیف گوارا کی ہو کہ وہ ہمیں ثواب کی کوئی ڈیفینیشن بھی بتائے کہ ثواب ہوتا کیا ہے؟

قرآن حکیم میں لفظ ثواب بدلے کیلئے استعمال ہوا ہے کہ عمل کے بدلے میں جو کچھ ملتا ہے اور صرف نیکیوں کے لئے استعمال نہیں ہوا' کافروں اور بدکاروں کے لئے بھی استعمال ہوا ہے "هَلْ ثُوِّبَ الْكُفَّارُ" کافروں کو اور کیا بدلہ ملے گا "مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ" وہی ملے گا جو ان کا کردار ہے۔ وہاں بھی لفظ ثواب استعمال ہوا ہے کہ کافر کو بھی ثواب ملے گا مگر کیا ثواب ملے گا؟ جو زندگی بھر وہ کرتا رہا۔ کفر کرتا رہا' نافرمانی کرتا رہا اس کا بدلہ ملے گا لہٰذا ثواب کردار کے بدلے کا نام ہے کوئی جنس نہیں ہے جو آپ کو مل جائے گی اور عبادات' روزمرہ کی عبادات سے لے کر رمضان المبارک تک تمام عبادات کا خاصہ یہ ہے کہ وہ عملی زندگی میں انقلاب پیدا کریں۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ عبادت کا ثواب کیا ہے؟ عبادت کا بدلہ کیا ہے؟..... "وہ برائی سے اور بے حیائی سے روکتی ہے"۔ دو لفظوں میں تمام انسانی لغزشوں کو اللہ نے سمو دیا، ہر گناہ برائی ہے اور اگر بہت ہلکا بھی ہے تو بے حیائی ہے تو فرمایا کہ عبادت کا ثواب یہ ہے "یقیناً عبادت روک دیتی ہے بے حیائی سے اور برائی سے"۔ اب ہم ایک مشروب پیتے ہیں اور پیاس نہیں بجھتی۔ پانی کا خاصہ یہ ہے کہ اس کے پینے سے پیاس ختم ہو جائے لیکن ہم پیتے چلے جا رہے ہیں اور پیاس بجھ نہیں رہی تو اس کا مطلب ہے کہ اگر پانی میں کوئی خرابی نہیں ہے تو پھر ہمارے اندر کوئی خرابی ہے۔ ایک مرض ہو جاتا ہے اس کو کہتے ہیں استسقاء مریض استسقاء پانی پیتا ہی رہتا ہے اس کے منہ سے جدا نہیں ہوتا لیکن اس کے باوجود اس کی پیاس نہیں بجھتی۔ مولوی سعدیؒ نے نعت کا ایک شعر کہا ہے کہ:-

نہ حسنش غائتِ دارد نہ سعدی راسخن پایاں
بمیرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

وہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کی کوئی حد ہے نہ سعدی کے پاس کلام کی اتنی وسعت کہ نعت کہہ کر اسے سمو سکے۔ یہاں تو عالم یہ ہے کہ استسقاء کا مریض پانی پیتے پیتے پھر پیاسا ہی مر جاتا ہے حالانکہ دریا بھرا ہوا بہہ رہا ہوتا ہے۔ مستسقی' یعنی استسقاء کے مریض کو دریا کے کنارے اگر ڈال دیں وہ بھر بھر کر پیتا رہے' مر جائے گا لیکن پیاس ختم نہیں ہوگی۔ نبی علیہ السلام کی تعریف کرنے والا تعریف کرتے کرتے تھک جائے گا اور اس کی عمر ختم ہو جائے گی اور آپ کے حسن کا احاطہ نہیں کر سکے گا۔ تو اگر پانی سے پیاس نہیں بجھتی تو پھر ہمیں سوچنا چاہئے کہ ہمارے اندر کوئی مرض ہے پھر اس مرض کا علاج ہونا چاہئے۔ یعنی رمضان المبارک کے کورس کے بعد بھی اگر ہمارا کردار تبدیل نہیں ہوتا تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارے اندر کوئی مرض ہے۔

رمضان کا پہلا عشرہ ہی اتنا مبارک ہے...... عبادات کے درجے بڑھا دیئے گئے' شیاطین قید کر دیئے گئے' توبہ کی قبولیت کے دروازے کھل گئے اور اللہ کی بارگاہ سے آواز آتی ہے سحری کے وقت' فرمایا حضور ﷺ نے کہ اللہ کریم کی بارگاہ سے ندا ہوتی ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا کہ اسے بخش دیا جائے۔ یعنی سارا سال تو بخشش مانگنے والے گڑگڑاتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں بخش دے اور رمضان المبارک کے پہلے عشرے میں بارگاہِ ایزدی سے آواز لگائی جاتی ہے کہ ہے کوئی بخشش کے طالب کہ انہیں بخش دیا جائے۔

تو رمضان المبارک کی اصل اساس یہ ہے کہ یہ وہ مبارک مہینہ ہے جسے ایک خاص تقدس' ایک خاص اعزاز دے کر' ایک خاص سربلندی دے کر اس لئے منتخب فرمایا گیا ہے کہ اس میں اللہ کا کلام نازل ہوا۔

عجیب بات یہ ہے کہ روزے ہم پر ہی فرض نہیں ہوئے کُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ تم پر ایسے ہی فرض کئے گئے ہیں جیسے پہلی امتوں پر فرض کئے گئے تھے۔ ہر امت پر روزے فرض تھے اور ہر نبی پر جو کلام الٰہی نازل ہوا اس کی ابتداء رمضان المبارک ہی میں ہوئی۔ اور قرآن کریم بھی سارے کا سارا علم الٰہی سے لوحِ محفوظ میں آیا لوحِ محفوظ سے آسمانِ اول پر رمضان المبارک منتقل فرمایا گیا اور نزولِ وحی کی ابتداء اسی ماہ مبارک میں ہوئی اور پھر مسلسل نازل ہوتا رہا۔ تو اس مہینے کو یہ شرف حاصل ہے کہ :-

کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے

بندوں میں' مشت غبار میں وہ اہلیت پیدا کرتا ہے' وہ پاکیزگی پیدا کرتا ہے وہ طہارت پیدا کرتا ہے' وہ لطافت لے آتا ہے کہ کلام الٰہی کو سننے اور سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق ارزاں ہو جاتی ہے۔

خدانخواستہ اگر ہماری زندگی میں رمضان المبارک سے کوئی تبدیلی نہیں آتی تو ہمیں سمجھنا یہ ہوگا کہ ہمارا مرض اتنا گہرا اتنا شدید' اتنا خطرناک ہو چکا ہے کہ...... دواؤں میں ایک دوا ہوتی ہے'

"Live Saving Drug" جسے کہتے ہیں زندگی بچانے والی دوا تو آخری علاج ہوتا ہے کسی کو موت سے یا بیماری سے بچانے کے لئے وہ ایک دوا دی جاتی ہے اگر وہ بھی اثر نہ کرے تو بندہ لا علاج ہو کر تڑپ کر مر جاتا ہے۔

یہ رمضان المبارک جو ہے یہ مومن کے لئے Live Saving Drug کی حیثیت رکھتا ہے زندگی بچانے کا سب سے آخری علاج ورنہ تو بندے کو ہر عبادت کے ساتھ سلجھ جانا چاہیے۔ ایک تسبیح سے زندگی بدل جانی چاہیے۔ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس کی ایک تسبیح قبول ہوگئی اس کی نجات ہوگئی۔ زندگی میں ایک بار اس نے کہا سبحان اللہ ایک تسبیح ہے' الحمد للہ' ایک تسبیح ہے اللہ اکبر ایک تسبیح ہے کوئی ایک تسبیح جو اللہ کی اس نے کی وہ قبول ہوگئی تو وہ جنتی ہے۔ اب جنتی ہونے کی بھی دلیل ہے کہ علمائے حق نے جو یہ بحث فرمائی ہے بندے کے زندہ جنتی ہونے کی' کیسے ضمانت مل سکتی ہے جبکہ شیطان موجود ہے' نفس موجود ہے' دنیا اور دنیاوی حاجات موجود ہیں' دنیا اور دنیا کی رنگینیاں موجود ہیں تو وہ کیسے ان سے بچ سکے گا؟ تو علمائے حق فرماتے ہیں کہ جس کو اللہ جنتی قرار دے دیتا ہے پھر اسے وہی کام کرنے کی توفیق ارزاں کر دیتا ہے جو اہل جنت کو زیب دیتے ہیں۔ دوزخیوں والے کاموں سے اس کی حفاظت فرماتا ہے۔

تو ہمارے پاس یہ معیار ہے کہ گزشتہ پون صدی میں...... میں اپنی بات کر رہا ہوں جس کی عمر پون صدی ہے کہ میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

نے گزشتہ پون صدی میں کوئی ایک تسبیح ایسی پڑھی جو قبول ہوئی۔ اگر قبول ہوئی تو میرا کردار نیک ہو جانا چاہئے اور اب اگر ابھی تک میرے کردار میں مثبت تبدیلی نہیں آئی تو اس کا مطلب ہے کہ میں آج تک جو کچھ کرتا رہا ''چخ'' مارتا رہا، اس قابل تو ایک تسبیح بھی نہیں تھی جو قبول ہوتی' یہی حال رمضان المبارک کا ہے۔ اگر ہمارا روزہ، ہماری عبادت، ہمارے ذکر اذکار، ہماری تسبیحات، ہماری تلاوت، ہماری یہ بھوک اور پیاس قبول ہوتی ہے تو اگر کوئی نیک بھی ہے تو رمضان المبارک کے بعد اس میں تبدیلی نظر آنی چاہئے کہ یہ اور نیک ہو گیا ہے۔ اگر کوئی خطا کار ہے تو اس کی زندگی بدل جانی چاہئے۔ کہ یہ دوسرا انسان ہے اور انسانی گناہ اس کی رحمت کو عاجز نہیں کر سکتے۔ کوئی شرط نہیں لگائی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ کون سا گناہ معاف ہوگا کونسا نہیں بلکہ فرمایا کہ زندگی میں جتنے گناہ کر چکا ہو وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ گناہ کا معاف ہونا اور توبہ کا قبول ہونا بالکل ایسے ہوتا ہے جیسے کوئی گھاؤ ہو' گہرا زخم ہو اور وہ بھر جائے' مندمل ہو جائے۔ آپ جانتے ہیں کہ جہاں زخم ہو اور وہ بھر جائے تو وہ جگہ کتنی حساس ہو جاتی ہے وہاں دوبارہ چوٹ کھانے کو جی تو نہیں چاہتا' وہاں تو کوئی انگلی رکھے تو احساس ہوتا ہے کہ اسے نہ چھیڑ یار یہ ابھی ابھی ٹھیک ہوا ہے۔ اگر توبہ قبول ہو جائے اور گناہ معاف ہو جائیں تو اسی طرح گناہ نہ کرنے کو جی چاہتا ہے اور گناہ کی بات ہو تو بندے کو درد ہوتا ہے کہ یار ابھی تو یہ زخم بھرا ہے پھر دوبارہ چوٹ نہیں کھاؤں گا۔

یہ ساری باتیں وہ ہیں جو رمضان المبارک کے حوالے سے ہمیں یہ احساس دلاتی ہیں کہ ہمیں ان ان باتوں کا اپنی ذات پر تجزیہ کرنا چاہئے۔ ہمارا ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہم خود کو تو ولی اللہ سمجھتے ہیں' خود کو تو فرشتہ سیرت سمجھتے ہیں، خود کو الگ کر لیتے ہیں اور باقی ساری دنیا پر تنقید کئے چلے جاتے ہیں۔ لوگوں کا معاملہ رب العلمین کے ساتھ ہے اور ہم نہیں جانتے کہ کس کی کس غلطی پر وہ اسے پکڑ لے گا اور کس کی کس چھوٹی سی نیکی پر اس کی ساری غلطیاں معاف کر دے گا۔ اس میں وہ نہ ہم سے پوچھے گا نہ ہم سے مشورہ کرے گا' نہ ہماری اتنی حیثیت ہے۔ اس لئے لوگوں کا معاملہ اسی پر رہنے دو جو لوگوں کا مالک ہے صرف اپنے آپ کو اپنے سامنے رکھو' اپنی عدالت لگاؤ اور اس میں خود کو مجرم کے کٹہرے میں کھڑا کر کے اپنا محاسبہ کرو' اپنے آپ سے پوچھو کہ آج تک تو کیا کرتا رہا اور آج تجھے اللہ نے پھر رمضان دے دیا ہے' کیسا کریم ہے کہ تو خطا کرتا ہے وہ تیری بخشش کے اسباب مہیا فرماتا ہے۔ تو دور بھاگتا ہے اور وہ تیرے سامنے منزل لا کر رکھ دیتا ہے۔ تو منزل سے بھاگتا ہے اور وہ منزل اٹھا کر تیرے سامنے رکھ دیتا ہے۔ تو اس کی بارگاہ سے بھاگتا ہے اور وہ تجھے اٹھا کر اپنے حضور لانا چاہتا ہے۔

فیصلہ ہمیں یہ کرنا ہے اپنا تجزیہ کر کے کہ وہ کون سی برسات ہے جس میں پھول نہ کھلیں' وہ کیسی برسات ہے جس میں سبزہ نہ آگے' وہ کیسا رمضان ہے جس میں کردار تبدیل نہ ہوں' دیکھنا یہ ہے کہ برسات برسی' پھول نہیں کھلے تو یقیناً چٹان ہوگی' پتھر ہوگا' زمین ہوتی' مٹی ہوتی تو اس میں پھول کھلتے۔ مٹی ہوتی تو اس پر سبزہ اگتا لیکن چٹانوں پر تو نہیں اگتا' برساتیں گزر جاتی ہیں' تجزیہ ہمیں اپنا کرنا ہے کہ میں مشت غبار ہوں یا کہیں سنگلاخ چٹان تو نہیں بن گیا۔ ہر فرد ہمیشہ اپنے فائدے کی سوچتا ہے اسلام یہ ہے کہ اپنا معاملہ رب پر چھوڑ کر دوسروں کا فائدہ سوچو۔ جب تم دوسروں کے لئے بہتر سوچو گے تو وہ کریم تمہارے لئے تمہاری سوچ سے زیادہ بہتری عطا فرمائے گا۔ اللہ کریم ہمیں محاسبہ کرنے کی' توبہ کرنے کی' اس پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے سینوں کو ہمارے دلوں کو نور ایمان سے منور فرمائے۔ آمین۔ وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

عذاب الٰہی اور ہماری عقل؟

افراد و قوم جب اللہ کے احکام کی کھلی خلاف ورزی کرنے لگیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں و اولیا کرام کے ساتھ استہزا بلکہ ظلم کرنے لگیں تو حجت تمام ہو جاتی ہے اور اللہ کی ناراضگی ایک عذاب کی صورت مسلط ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بہت ساری قوموں کی شکلیں تک بگاڑ ڈالی گئیں بہت ساری قوموں کو صفحہ ہستی سے اکھاڑ دیا گیا' جب ساری قوموں کو دی گئی امانت ان سے واپس لے لی گئیں اور انہیں گمراہ و پریشان چھوڑ دیا گیا۔ کسی ایک قوم کا کسی دوسری قوم پہ ظالمانہ طور پر مسلط ہو جانا بھی تو ایک عذاب ہے۔ سو اس کا شکار موجودہ دور میں کونسی قوم ہے؟ اور اس کے اسباب کیا ہیں کیا یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے؟

حشام احمد سید

☆..........کینیڈا

نیو آرلین امریکہ میں سیلاب کی آفت کیا آئی کہ اس کے اسباب کے متعلق جذباتی تحریروں کا بھی سیلاب اُمڈ پڑا۔ خود ساختہ دانشوروں اور لکھاریوں کا ایک مخصوص ٹولہ اسے عذاب الٰہی سے تعبیر کر رہا ہے۔ یہ سیلاب اس لئے آیا کہ یہ اللہ کی طرف سے عراق و افغانستان اور دیگر مسلم ممالک پہ امریکہ کی بڑھتی ہوئی دست درازیوں کا جواب ہے۔ عبادت خانوں میں' اخباروں میں' خطبات میں درس عبرت ہے' ایک طرف تو اسے اللہ کا عمل قرار دیا جا رہا ہے کہ اللہ عادل ہے اور عاقب ہے' وہ حد سے زیادہ گناہ کرنے والی قوم کو نہیں بخشتا' اس کی پکڑ یا گرفت بڑی مضبوط ہے اور وہ اچانک مجرموں کو آ پکڑتا ہے پھر اس عذاب سے چھٹکارا دینے والا کوئی نہیں ہوتا تو دوسری طرف ان لوگوں کی مدد کے لئے انسانی ہمدردی کے تحت چندے کی بھی اپیل وہی خطیب و لکھاری کرتا ہے۔ گر یہ عدل الٰہی ہے تو پھر ان کی مدد کیسی؟ کیا یوم آخر جہنم میں بھی جنتیوں کی امداد (ایڈز) آیا کرے گی؟ اور اگر ایسا ہوگا تو جہنمیوں کے لئے یہ بہت بڑی خوش خبری یا بشارت ہے۔ یہ سب کچھ لکھنے کا مقصد کسی طور پہ اس تکلیف و مصیبت میں مبتلا لوگوں کی مدد سے انکار نہیں اور نہ مدد کرنے والوں کے جذبات کی نفی ہے بلکہ ہر قسم کی امداد کرنی ہی چاہئے۔ بات تو صرف اس انداز فکر کی ہے کہ ہم کسی بھی واقعہ یا حادثے کو اپنے ایک مخصوص انداز میں کیوں دیکھتے ہیں؟ اور بھی تو بہت سارے پہلو ہیں جن پہ نظر ڈالنی چاہئے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جو ظلم بھی عراق یا افغانستان یا فلسطین یا دیگر مسلم ممالک میں ہو رہا ہے اس کے ذمہ دار نیو آرلین کے لوگ ہی تھے؟ اگر اللہ کا عذاب ہی آنا تھا تو اس کے سرخیل تو کہیں اور چین سے بیٹھے بین بجا رہے ہیں یا بغلیں بجا رہے ہیں اور ظالمانہ و تکبرانہ احکام نافذ کر رہے ہیں دن رات اور پھر عذاب الٰہی کے لئے کیا ضروری ہے کہ وہ سیلاب کی ہی شکل میں آئے کہ شیطانوں کے سرداران جہاں متمکن ہیں وہاں سے دریا یا سمندر اتنا قریب نہیں' عذاب بہ شکل زلزلہ و بہت ساری دوسری صورتوں میں بھی تو آ سکتا ہے۔ یا قدرت کا نشانہ خطا گیا؟ نیو آرلین میں جہاں امریکہ کے دوسرے شہروں کے مقابلے میں زیادہ تر غربا بستے ہیں وہ قدرت کے میزائل کی غلط ٹریجکڑی کا نشانہ بن گئے؟ برق گرتی ہے تو بیچارے..........!

یہ تو کرے کوئی اور بھرے کوئی والی بات ہوگئی۔ تاریخ میں اور آسمانی کتابوں میں قارون اور اس کے مال و دولت کے لشکر کا زمین میں دھنسنا بھی تو رقم ہے۔ شداد و نمرود کی ہزیمت کا بھی ذکر ہے' فرعون کے قوم پہ حضرت موسیٰ کی بددعاؤں کا بھی تو تذکرہ ہے اور اس کا اپنے لشکر کے ساتھ سمندر میں غرق ہونا بھی تو درج ہے۔ یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ تاریخ میں بے شمار ایسی مثالیں مصدقہ موجود ہیں' مصدقہ اس لئے کہ آسمانی کتاب بھی اس کی تصدیق کرتی ہے۔ مثلاً قوم لوط ہم جنس پرستی کے سبب

www.naqshbandiaowaisiah.com

قوم عاد وثمود دیگر اخلاقی زیادتیوں اور ظالمانہ رویوں کے سبب وغیرہ۔ افراد وقوم جب اللہ کے احکام کی کھلی خلاف ورزی کرنے لگیں اور اللہ کے بھیجے ہوئے پیغمبروں واولیا کرام کے ساتھ استہزا بلکہ ظلم کرنے لگیں تو حجت تمام ہو جاتی ہے اور اللہ کی ناراضگی ایک عذاب کی صورت مسلط ہو جاتی ہے یہاں تک کہ بہت ساری قوموں کی شکلیں تک بگاڑ ڈالی گئیں بہت ساری قوموں کو صفحۂ ہستی سے اکھاڑ دیا گیا' بہت ساری قوموں کو دی گئی امانت ان سے واپس لے لی گئیں اور انہیں گمراہ وپریشان چھوڑ دیا گیا۔ کسی ایک قوم کا کسی دوسری قوم پہ ظالمانہ طور پر مسلط ہو جانا بھی تو ایک عذاب ہے۔ سو اس کا شکار موجودہ دور میں کونسی قوم ہے؟ اور اس کے اسباب کیا ہیں کیا یہ بھی بتانے کی ضرورت ہے؟ اگر ہم قدرتی سانحے کو گناہ کا نتیجہ اور عذاب الٰہی بتانے پر تلے ہیں تو پھر حالیہ سونامی زلزلہ اور سیلاب اور اس سے بھی زیادہ مشرقی پاکستان یا بنگلہ دیش میں ہولناک سیلابوں کی لڑی' ایران وافغانستان وپاکستان میں متواتر زلزلے اور اسی طرح کے بہت سارے قدرتی مصائب جن کا شکار نیو آرلین کے مقابلے میں کئی لاکھ گنا زیادہ مرد' عورتیں اور بچے ہوئے' ان سب کا جواز کیسے اور کہاں ڈھونڈیں گے؟ اور صرف قدرتی مصائب بہ شکل زلزلہ' سیلاب' حسف الارض' طوفان وبارش' آتش فشاں پہاڑوں کے اگلنے اور لا علاج نت نئی بیماریوں کو ہی ہم اللہ کے عذاب سے کیوں موسوم کرتے ہیں۔ انسانی وحشت ودہشت گردی بھی تو ایک صورت ہے عذاب کی۔ پہلی اور دوسری جنگ عظیم کی ہولناکیاں' ہیروشیما ناگاساکی پہ گرائے گئے ایٹم بم سے سالہا سال کی نسل کشی' بوسنیا' کشمیر' چیچنیا' ویتنام کیا' صدیوں کیا ہزاروں سالوں کی انسانوں کے درمیان کی قبیلہ پرستی کی ریت وتعصب گری کا کیا جواز ہے؟ کیا یہ عذاب نہیں؟ اگر تخمینہ لگایا جائے تو قدرتی عذاب سے زیادہ تباہ کاری انسان نے خود اپنے ہاتھوں لائی ہے نسل انسانی پر۔

لہو گرم رکھنے کے لئے پتہ نہیں کیوں اسے لہو بہانا پڑتا ہے۔ انسان خود انسان کا دشمن ہے دوستو۔ بہر حال ایک طرز فکر یہ بھی ہے کہ آج سے چند سال پہلے ہالینڈ میں سیلاب ایک عذاب گردانا جاتا تھا جب تک کہ دریاؤں اور سمندروں پہ بند نہ باندھ دیا گیا' بہت ساری مہلک بیماریاں عذاب الٰہی سمجھی جاتی تھیں جب تک کہ ایسی دوا ایجاد نہ کر لی گئیں کہ اب ان کا علاج بہت آسانی سے ہو جاتا ہے۔ زلزلے کے بہت سارے جھٹکے اب بے معنی ہو گئے کہ آدمی کی فن تعمیر نے عمارتوں کی بنیاد کو مضبوط کر دیا۔ مصائب وعذاب کی کوئی بھی شکل ہو' یہ واقعہ ہے کہ اس کا سبب طبعی بھی ہے اور روحانی واخلاقی بھی اور ان سب کا سرا انسان کی عقل سے جڑا ہوا ہے۔ بے عقلی وبد عقلی جسے جہل وگمراہی بھی کہا جا سکتا ہے ہر مصیبت وعذاب کو دعوت دیتی ہے بلکہ یہ خود سب سے بڑا عذاب ہے۔ کوئی بیماری کا علاج ڈھونڈ لے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی اپنی اخلاقی اور روحانی قدروں کو مستحکم کر لے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی ظلم کو برداشت کرنا چھوڑ دے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔

کوئی اپنی طبیعت سے غصہ وتکبر وبغض وکینہ وعداوت کو نکال دے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی دنیا میں رہ کے صرف جنت کا انتظار نہ کرے بلکہ دنیا کو جنت بنانے کی کوشش کرے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی ہر بلند ایوان کے آگے سجدہ ریز ہونا چھوڑ دے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی اپنے آپ کو خدا سمجھنا چھوڑ دے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی خدا کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھے اور آپس میں تفرقہ نہ ڈالے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی ایثار واخوت کا رویہ اپنا لے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی اپنے ماحول میں دشمن ودوست کی صحیح تمیز کر سکے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی علم کی روشنی کو ہمیشہ منور رکھے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔

کوئی معاشرے میں عدل وانصاف کی کوشش کرتا رہے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی قدرت کی پھیلی ہوئی بے شمار نعمتوں کی فلاحی مقصد کے لئے تسخیر کرتا رہے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ کوئی معاشرے کے فاسد مادے کی صفائی کرتا رہے تو عذاب ختم ہو جاتا ہے اور لوگ صرف وجہ عذاب کی تاویل کرنے کے بجائے آفت زدہ اور افسردہ کی امداد کریں تو عذاب ختم ہو جاتا ہے۔ ☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

گوشہ خواتین

راولپنڈی کے ایک دورے میں قلزم فیوضات حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ نے خواتین کو بیعت فرمانے کے بعد پنجابی زبان میں مختصر خطاب فرمایا یہ خطاب حضرت جیؒ کی سوانح ''حیات طیبہ'' میں چھپ چکا ہے جو حال ہی میں منظر عام پر آئی ہے۔ ''گوشہ خواتین'' کے لئے اس مرتبہ اسی جامع اور منفرد خطاب کا انتخاب کیا گیا ہے (ادارہ)

قلزم فیوضات
حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

''سب سے پہلی چیز جو ہے' وہ ہے نماز کا مسئلہ۔ انسان جو ہے الٹا درخت ہے۔ جس کی ٹانگیں کاٹی جائیں' بازو کاٹے جائیں بچ رہتا ہے۔ زندہ رہ سکتا ہے۔ سر کاٹا جائے فوری ختم ہو جاتا ہے۔ درخت کی ٹہنیاں کاٹ دی جائیں' درخت ٹھیک ٹھاک رہتا ہے۔ جس وقت اس کی جڑ کاٹ دی جائے' اس کا تنا ختم ہو جائے' وہ ختم ہو جاتا ہے۔ انسان الٹا درخت ہے۔ درخت کی جڑیں زمین میں ہوتی ہیں اس کی جڑ سر ہے۔ نماز دین کا سر ہے۔ نماز سب سے پہلے میدان حشر میں جس وقت اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوگا یہ دن بھی آئے گا۔ تن تنہا کوئی بیٹی' کوئی بیٹا' کوئی خاوند' کوئی بھائی' کوئی بہن' کوئی ماں' کوئی باپ' کوئی امداد نہ کرے گا۔ ایک اکیلا' تن تنہا آدمی ہوگا۔ اگر کوئی امداد کرنے والی چیز تمہارے ساتھ ہوگی تو وہ اپنے عمل ہوں گے۔ اپنا عقیدہ درست' کیونکہ عقیدہ جب تک درست نہ ہوگا عمل بیکار ہیں' مقبول نہ ہوں گے۔ عمل مقبول نہیں ہوگا کرتے رہو جب تک اس میں خلوص نہیں تقویٰ کوئی نہیں۔ یہ تینوں چیزیں بہت ضروری ہوتی ہیں۔ پہلے عقائد کی درستی' ایمان ٹھیک ہو۔ ایمان کی درستی کے بعد اعمال صالح کی ضرورت ہے۔ ایمان صالح میں روح' تقویٰ ہے۔

اللہ کی خاطر عمل کرنے' رضائے الٰہی کی خاطر۔ یہ خیال دل میں نہ رکھ کہ میں اس واسطے یہ عمل کر رہی ہوں۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ جنت نصیب کر دے اور دوزخ سے بچا لے' نہیں ارادہ یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ کا حکم ماننا ہے بس!

جنت اور دوزخ اس کا فضل ہے یا غضب ہے' بس! یہ اس کی اپنی مرضی۔ اس لئے سب سے پہلے جو مسئلہ روز محشر میں پیش ہوتا ہے وہ نماز ہوگا۔ اس وقت کوئی برادری' کوئی اولاد' کوئی مال' کوئی ماں باپ' کوئی امداد کرنے والا نہ ہوگا' صرف اپنے عمل ہوں گے۔ یہ زندگی یوں سمجھو ایک خواب ہے۔ رات سوئے ہوئے خواب میں دیکھتا ہے' میرے اتنے اونٹ ہیں' گھوڑے ہیں' اتنی کاریں ہیں' اتنی موٹریں ہیں' اتنی کوٹھیاں ہیں' اتنے باغات ہیں۔ صبح اٹھتا ہے صفر بٹا صفر۔ کوئی شے نہیں۔ یہی حالت دنیا کی ہے۔ جس وقت روح قبض ہونے لگتی ہے اس وقت اسے ہوش آتا ہے' کاش! میں نے کچھ کیا ہوتا۔ اپنی گزری ہوئی زندگی پر ہی نگاہ ڈال لو' وہ خواب کی طرح نظر آئے گی جیسے کل کی بات ہے۔ موت کے وقت بالکل یہی حالت ہوگی جس وقت روح قبض ہو جاتی ہے۔ اس وقت فریاد کرتے ہیں' رب ارجعونی لعلما صالحا فیما تکرتھم۔ اللہ ایک مرتبہ دنیا میں لوٹا دے میں نے جو کمی کی ہے یا اعمال میں مجھ سے جو غلطیاں ہوئی ہیں میں نے برا کیا ہے جو کیا ہے میرے رب مجھے ایک مرتبہ لوٹا دے' میں اپنے اعمال پورے کرلوں۔ جواب ملے گا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

''کلا'' ہرگز نہیں۔ یہ نہ ہوگا۔ ان کلمته۔ یہ بات ہے جو تم نے کہہ دی۔ ان برزخ ...... تمہارے اب دنیا میں جانے کے درمیان اور برزخ کے درمیان حجاب حائل ہو چکے ہیں۔ موت کے بعد قیامت قائم ہوگی۔ برزخ قیامت صغریٰ ہے۔ میدان حشر میں جب پیش ہوں گے۔ سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ نماز اگر پوری ہوگئی' جان چھوٹ گئی۔ نماز میں فرائض کی کمی واجبات کی کمی' یہ سنت اور نفل جو ہم پڑھتے ہیں یہ ان کی تکمیل کے لئے پڑھتے ہیں۔ ان میں جو کمی رہ گئی ان کو پورا کرتے ہیں۔ چار سو رکعت سنت اور نفل ملا کر ظہر کے چار فرض بنتے ہیں۔ دو سو رکعت سے صبح کے فرض پورے ہوتے ہیں' اسی طرح عصر کو لیں' مغرب کے تین سو رکعت کے ساتھ' عشا کے چار سو رکعت کے ساتھ' وتر تین سو رکعت کے ساتھ۔ ان کے ساتھ اگر کمی پوری ہوگئی' پھر بھی جان چھوٹ گئی۔ اگر کمی پوری نہ ہوئی تو ایک رکعت کے بدلے ستر ہزار سال جہنم۔ یہ اس کی مرضی' تمام رکعت کے بدلے دوزخ میں پڑا رہنے دے اور اس زندگی نے کبھی ختم نہیں ہونا۔ یہ زندگی ختم ہو جائے گی۔ ہم نے عاریتاً مانگی ہوئی ہے۔ یہ کپڑا مانگ کر لے آؤ' دوبارہ جاؤ تو کہیں گے واپس لوٹاؤ۔ ہماری یہ زندگی مانگی ہوئی ہے۔ عاریتاً اللہ تعالیٰ سے لی ہوئی ہے۔ جس وقت چاہے وہ اپنی چیز واپس لے جائے تو ہم آگے چل پڑیں گے۔ پھر کوئی والی وارث نہیں بنتا۔ اس واسطے گوشہ نہیں رہ گیا جہاں اب ساتھی نہیں پہنچے۔ ہر ایک کو یہی تلقین' سب سے پہلے نماز کی پابندی کرو۔ اپنے بچوں کو بھی یہی تعلیم دو' ان کو نماز سکھاؤ اور لسانی ذکر۔ وضو ہو یا نہ ہو' لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ۔ کثرت کے ساتھ پڑھو۔ اس میں دنیوی اور دینی فائدے ہیں۔ دنیا میں یہ فائدہ کہ انسان گناہ سے متنفر ہونے لگتا ہے۔ تنفر پیدا ہونے لگتا ہے۔ جس نے کثرت کے ساتھ لا الہ الا اللہ پڑھا ہوگا' میدان حشر میں اس کو قرب الٰہی حاصل ہوگا۔ عرش رب العالمین کا سایہ نصیب ہوگا۔ میدان حشر میں کوئی سایہ نہ ہوگا۔ دو نیزے پر سورج آ جائے گا۔ قیامت آئے گی تو یہ زمین لپیٹی جائے گی اور اس کے ساتھ ساتھ دوسری بچھتی جائے گی۔ وہ زمین جس پر کوئی گناہ نہ ہوا ہوگا۔ اس پر حساب ہوگا۔ پچاس ہزار سال دنیا کی عمر نہیں' آدم علیہ السلام سے پہلے دو ہزار سال جنوں کی حکومت رہی۔ ساری زمین پر جن رہے۔ جس وقت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور نسل انسانی چلی۔ جن اب پہاڑوں' درختوں پر اور ارد گرد ہیں۔ آبادی ان کے پاس نہیں چھوڑی گئی۔ آبادی انسانوں کو دے دی گئی۔ اب اس طرح رہتے ہیں جیسے بھیڑیے' لومڑ وغیرہ جنگلوں میں ہوتے ہیں۔ پرندے ہوتے ہیں۔ اس طرح یہ بھی پھرتے رہتے ہیں۔ ان کی زمین کوئی نہیں۔ اس دور سے لے کر جب سے دنیا بنی اور قیامت تک پچاس ہزار سال اس کی عمر ہے۔ پچاس ہزار سال ہم نے میدان حشر میں رہنا ہے۔ سایہ کوئی نہ ہوگا۔ خوراک کوئی نہیں' پانی کوئی نہیں' یہی زمین ہوگی جسے کھود کر کھاؤ گے۔

میدان حشر میں جس آدمی کو عرش معلیٰ کا سایہ نصیب ہو جائے گا' اللہ تعالیٰ کا قرب مل جائے گا' نجات ہو جائے گی۔ اس کے یہ دو فائدے ہیں' نماز کے بعد حضور ﷺ پر درود پڑھا کرو۔ اس کے بھی دو فائدے ہیں۔ ایک دنیوی' رزق میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتا ہے۔ مجھ سے اب ساتھی تنگدستی کی شکایت کرتے ہیں تو میں کہتا ہوں درود کثرت سے پڑھا کرو اور استغفار۔ حادثات' مصائب' تکلیفیں' بیماریاں کم ہو جاتی ہیں۔ میدان حشر میں آقائے نامدار محمد رسول اللہ ﷺ کا قرب حاصل ہوگا۔ جس کو حضور ﷺ کا قرب حاصل ہوگیا۔ دوزخ میں نہیں جائے گا۔ اس لئے لا الہ الا اللہ سوتے ہوئے لازمی طور پر دس گیارہ مرتبہ لا الہ الا اللہ' لا الہ الا اللہ لا الہ الا اللہ پڑھ کر سو جاؤ۔ گیارہ مرتبہ کے ساتھ ملا لیں' محمد رسول اللہ ﷺ۔

اس کے بعد دوسری بات یہ ہے کہ پاکی پلیدی کا بڑا خیال رکھو۔ یہ جو پیشاب کی چھینٹیں ہوتی ہیں' گھروں میں چونکہ فرش ہوتے ہیں۔ یہ فرش سے اٹھتی ہیں۔ ہم دیہاتی لوگوں کے ہاں فرش وغیرہ کوئی نہیں' ہمارے ہاں کالی زمین ہوتی ہے' مٹی ہوتی ہے اس سے پیشاب کی چھینٹیں نہیں اڑتیں۔ پیشاب کی چھینٹیں دوزخ کا سبب بنتی ہیں۔ قبر کا عذاب زیادہ تر دو باتوں سے ہوتا ہے۔ ایک پیشاب کی چھینٹوں سے ہوتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے' دوسرا چغلی۔ میری بات اس کو بتائیں' اس کی دوسرے کو' دوسرے کی تیسرے کو۔ یہ بھی اسی طرح پلید ہے جس طرح پیشاب پلید ہے۔ یہ بات بھی اسی طرح پلید ہے۔ ان دو چیزوں سے عذاب قبر ہوتا ہے۔ ان سے بچنے کی پوری پوری کوشش کیا کریں۔ عورتیں نہیں بچتیں۔ انہیں اس بات کا کوئی خیال نہیں ہوتا۔ بلکہ چھوٹے بچوں کے پیشاب سے بچنے کی کوشش کی جائے' کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ آقائے نامدار ﷺ کے ایک جلیل القدر صحابی' مستجاب الدعوات یعنی دعا کرتے تو آسمان پھٹ کر گر جائے' زمین پھٹ جائے لیکن اس کی دعا نہیں ٹلتی تھی۔ اللہ تعالیٰ کا اس قدر مقبول بندہ' جس وقت وفات ہوئی ستر ہزار فرشتہ ان کے جنازے میں شریک تھا۔ عرش معلیٰ حرکت میں آ گیا۔ جب دفن کر چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا' رک جاؤ! ان کی قبر تنگ ہوگئی ہے۔ دعا کرو۔ معلوم ہوا حضور ﷺ نے بتایا کہ پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے تھے۔ مجھے خود یہ خدشہ پیدا ہوا تھا کہ اگر پیشاب کی چھینٹوں سے نہیں بچتے تھے تو نمازیں کس طرح ہوتی تھیں۔ کپڑے جو پلید ہو گئے۔ بعد میں کتابوں کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلا کہ ان کے بھیڑ بکریوں کے ریوڑ تھے۔ بھیڑ بکریوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب ان کا دودھ دوہا جائے تو پیشاب کر دیتی ہیں۔ ان چھینٹوں کی وجہ سے یہ تکلیف ہوگئی۔ انسان کا اپنا پیشاب تو زیادہ پلید ہوتا ہے۔ اس واسطے اس سے بچنے کی کوشش کی جائے اور بازاروں میں عام نہ پھریں۔ اس کا خیال رکھنا یہ اس وقت پتہ چلے گا جب قبروں میں پھینک کر چلے گئے۔

راولپنڈی میں بھی یہ بات سنی ہوگی۔ اخباروں نے بھی شائع کی۔ چکوال تک پہنچی۔ میرے پاس ہر وقت آدمی آتے رہتے ہیں۔ میں نے راولپنڈی والوں سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ لوگوں نے قبرستان جا کر معلوم کیا اور قبر کے ساتھ بیٹھ کر آواز سنی۔ ایک شخص نے بتایا کہ ٹک ٹک ٹک ٹک ٹک کی آواز آتی تھی۔ بعض نے کہا کہ ہم گئے تو آواز آ رہی تھی بچاؤ' بچاؤ' بچاؤ' بچاؤ' بچاؤ۔ یہاں ایک بدکار عورت دفن تھی۔ قبرستان میں جائیں تو وہاں داخل نہیں ہو سکتے۔ اگر آنکھیں ہوں تو یہ تو مادی آنکھیں ہیں' یہ تو چوہوں' کتوں اور جانوروں کی بھی ہیں۔ اگر بصیرت کی آنکھ ہو تو سمجھ آ جاتی ہے۔ نگاہ بصیرت رکھنے والے لوگ دنیا سے نابود ہو چکے ہیں۔ اب میری بات کا انکار اسی لئے کرتے ہیں۔ خود یہ چیز حاصل نہیں ہے' خود محروم ہیں تو دوسروں پر اعتراض کرتے رہتے ہیں۔ یہ (حضرت جیؒ) کیوں بیان کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں تم بھی آؤ اور سیکھ لو۔ میں زندہ ہوں۔ میں دنیا سے چلا جاؤں تو گلہ کر سکتے ہو اور میرے بعد کہہ سکتے ہو۔ میں جو بیٹھا ہوں' میرے پاس آؤ۔ کوئی کام بھی ہو' سیکھے بغیر نہیں ہو سکتا۔ درزی کو دیکھے نہیں اور کہے میں درزی بن جاؤ۔ موچی کو دیکھے نہیں اور کہے میں جوتیاں بنالوں۔ اس طرح نہیں ہوتا۔ ہم موٹا موٹا کام دیکھتے ہیں۔ ہماری مائیں' بہنیں' بیٹیاں دیکھتے ہیں آٹا گوندھ رہی ہوتی ہیں۔ پانی ناپتی نہیں ایسے ہی ڈال دیتی ہیں۔ ہم ہوں تو ریوڑی بنا دیں۔ ہمیں پتہ ہے کہ توے پر روٹی پکتی ہے' ہم پکائیں تو بے ڈھب کی پکے گی۔

موٹا کام نہیں کر سکتے تو باریکیاں خود بخود کیسے ہو جائیں گی۔ کسی فن والے کے پاس جاؤ اور سیکھو۔

اس واسطے بدعات کا بڑا خیال رکھنا۔ عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ کوئی سبز پیلی چیز دیکھیں تو اس کے پیچھے لگ گئیں۔ کسی قبر پر جا کر سجدہ کرنا' حاجتیں مانگنا' چادریں چڑھانا' چراغ جلانا' یہ چھوڑ دو' توکل علی اللہ' بھروسہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر ہو۔ شریعت کے جو احکام بتائے گئے ہیں ان پر عمل کرو۔ جن سے منع کیا گیا ہے ان سے بچو۔ اس بات کا خیال رکھنا۔ میں دعا کرتا ہوں تمہارے واسطے' اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق دے' خاتمہ بالایمان فرمائے۔ دنیا میں تمہاری پریشانیاں اللہ تعالیٰ دور کرے۔ آمین ثم آمین

www.naqshbandiaowaisiah.com

طب و صحت

ماہنامہ "المرشد" میں "طبی مشورہ" کے عنوان سے ایک سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ ملک کے طول وعرض سے اس سلسلہ میں بہت سے خطوط موصول ہوئے، جن کے جوابات ارسال کر دیئے گئے ہیں، یہ سلسلہ انشاء اللہ جاری رہے گا۔ طبی مشورہ کے لئے ڈاکٹر محمد اقبال ظفر صاحب کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک فارم بھجوایا ہے۔ ان کا موقف ہے کہ اس فارم میں پوچھے گئے سوالات کے صحیح جوابات معلوم ہونے کے بعد ہی ایک ڈاکٹر مرض کی صحیح تشخیص اور علاج تجویز کرسکتا ہے۔ قارئین کے استفادہ کے لئے یہ فارم شائع کیا جا رہا ہے۔ یہ فارم وطن عزیز میں علاج معالجہ کے انداز اور طبیبوں کے رویہ کے سامنے سوالیہ نشان بھی ہے! (ادارہ)

پرانے امراض کی تشخیص کیلئے فارم

نمبر شمار ....

تاریخ ....

نام مریض .... عمر .... کیفیت ....

شادی شدہ/غیر شادی شدہ ....

1- نبض کی رفتار فی منٹ ....

2- بلڈ پریشر کم یا زیادہ کیفیت ....

3- سردرد کی کیفیت ....

4- آنکھوں کی رنگت۔ خارش اور جلن کی کیفیت ....

5- دور اور نزدیک کی نظر کی کیفیت ....

6- پرانا نزلہ۔ ناک میں غدود ناک کی ہڈی کا ٹیڑھا پن۔ کیفیت ....

7- خوشبو یا بو سے متاثر ہونا۔ کیفیت ....

8- کانوں میں خارش، کان بہنا، کم سنائی دینا وغیرہ۔ کیفیت ....

9- جسم کی رنگت۔ آنکھوں کے گرد حلقے۔ کیفیت ....

10- ٹانسلز کی کیفیت۔ گلے کا اکثر خراب رہنا۔ کیفیت ....

11- ذائقہ اور زبان کی ....

12- دانتوں کی حالت اور کیفیت ....

13- جسم میں کوئی مصنوعی اعضا اور کسی بھی آپریشن کی نوعیت ....

....

14- پیاس کی کیفیت بار بار ٹھنڈا پانی پینا۔ پیاس بالکل نہ ہونا۔ پیاس بہت زیادہ یا پیاس نارمل ....

15- کھانے کے بعد معدہ پر دباؤ اور درد کی کیفیت ....

16- کھانے کے بعد درد۔ الٹی اور اس میں خون کی کیفیت ....

17- بھوک کم، نارمل یا زیادہ۔ کیفیت ....

17-B- نشوونما کے مسائل اور ہارمون کی علامات۔ کیفیت ....

www.naqshbandiaowaisiah.com

18- جسم پر کسی قسم کی سوجن اور مختلف رسولیاں اور انکی کیفیت ....

19- پیشاب کی رنگت۔ بار بار آنا۔ رُک رُک کر آنا اور جلن کی کیفیت

....

20- رات کو اُٹھ کر پیشاب کرنا۔ کیفیت ....

21- پاخانہ کا روزانہ پاس ہو جانا۔ کئی کئی دن نہ آنا یا موشن۔

کیفیت ....

22- بواسیر خونی یا بادی اسکی کیفیت ....

23- چھوٹے اور بڑے جوڑوں میں درد اور سوجن کی کیفیت

....

24- گردن میں درد کی کیفیت ....

25- کمر میں درد کی کیفیت ....

26- کسی قسم کی الرجی ڈرگ۔ خوراک۔ موسم۔ کیفیت ....

27- نیند کم۔ نارمل۔ زیادہ۔ کیفیت ....

28- ناخنوں کی کیفیت ....

29- پُرانی چوٹ کے اثرات انکی کیفیت ....

30- ایگزیما سکری پھوڑے وغیرہ کی کیفیت ....

31- غم کی کیفیت ....

32- غصہ کی کیفیت ....

33- علامات میں کمی یا زیادتی کن عوامل سے ہوتی ہے؟

....

34- فیصلہ جلدی کر لیتے ہیں یا دیر سے؟ ....

35- انتظار کر سکتے ہیں یا نہیں؟ ....

36- مردانہ اور زنانہ امراض۔ الگ الگ کیفیت متعلقہ رپورٹس کے ہمراہ

37- کھانسی کیفیت ....

38- سیڑھیاں چڑھنا یا دوڑنا اس سے سانس پھولنا کیفیت ....

39- دل میں درد اور علامات کی کیفیت ....

39-B کسی قسم کی پتھری۔ گردہ۔ مثانہ، پتہ۔ کیفیت ....

40- اکثر ہلکا ہلکا بخار رہنا۔ کیفیت ....

40-B میاں بیوی۔ والدین۔ اولاد میں سے کسی کو پرانی بیماری ہے تو اسکی

کیفیت ....

41- جسم پر چیونٹیاں چلنا۔ ہاتھ پاؤں سُن ہونا کیفیت ....

42- کوئی مزید علامات یا بیماری جو فارم میں درج نہیں اسکی کیفیت

....

43- پیشاب کی تکالیف میں پیشاب کی رپورٹ Urine DR.

44- پُرانے امراض میں خون کی رپورٹ Blood HB/ESR

45- جگر کی علامات Blood LFT-HCV/HBV etc.

46- گردن اور کمر کی تکالیف کیلئے ایکسرے رپورٹ

X-Ray Cervical Spine

X-Ray Lumber Spine

47- دل کے امراض میں۔ ای سی جی رپورٹ

48- رہائش، کھلا ماحول، صحن، فلیٹ، بند گھر۔ تفصیل ....

49- مریض کا معائنہ .... (جو خطوط کے ذریعے ممکن نہیں مگر تشخیص کا لازمی جزہے۔)

نوٹ:- پرائیویسی اور ذاتی نوعیت کی علامات کی لسٹ فارم میں درج نہیں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

اجزائے تصوف

روحانی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو اولیا کرام ہمیں جنگلوں میں ملتے ہیں اور جن کے اس فعل کی بنا پر ہم نے ترک دنیا کو نیکی قرار دیا از خود جنگلوں میں نہیں گئے۔ بلکہ امن کے تبلیغی مشن اور ارد گرد لگے ہوئے عوامی جھمگٹے نے شاہان وقت کو خوفزدہ اور پریشان کر دیا اور انہوں نے ان بزرگوں کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے، اُن کو شہر بدر کیا اور پابندی لگادی کہ کوئی اُن سے نہ ملے۔

ساغر اویسی
☆ .... فیصل آباد

"کیا معرفت الٰہی تنگ دستی، خسران دنیا، سادہ لوحی، پریشان حالی، پراگندہ خیالی، بے لباسی، عدم ترقی، زاہدانہ خشکی اور رہبانیت کا نام ہے؟"۔ یہ وہ اہم سوال ہے جو ہمیشہ سے غیر صوفیا دانشوروں اور عوام الناس میں زیر بحث رہا ہے، صوفیا میں اس لئے نہیں کہ وہ اس سوال سے کماحقہ' آشنا ہوتے ہیں آج ہم اس مقام پر کھڑے ہیں کہ طریقت کو بے سروسامانی کے ہم معنی سمجھا جاتا ہے۔ ہر طرح کی بے سروسامانی ذہنی، جسمانی اور معاشی ۔ ایک صوفی کی جو سب سے معتبر عوامی تصویر ہے۔ وہ ایک الجھے بالوں، پھٹے پرانے کپڑوں، لنگوٹی یا بغیر کپڑوں اور بغیر کسی سامان کے، جنگل میں درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے ایک بابے کی ہے۔ جس کی کوئی مصروفیت نہیں۔ کوئی روزگار نہیں اور نہ ہی وہ کچھ کھاتا پیتا ہے۔ عوام میں اکثر اس قسم کی گفتگو سننے کو ملتی ہے کہ ہمارے بزرگ اتنے برگذیدہ تھے کہ آپ نے ساری زندگی نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ پہنا۔ یا یہ کہ وہ سالانہ ایک دانہ گندم، چنا، جو یا تل کھاتے تھے۔ یا ساری زندگی ایک لنگوٹی میں گزار دی یا ساری زندگی کبھی نہایا نہیں، یا شادی نہیں کی وغیرہ۔

یہ وہ چیزیں یا اجزا ہیں جو صوفی کے اجزائے ترکیبی شمار ہوتے ہیں۔ اور جن بزرگوں میں یہ چیزیں نہ پائی جاتی ہوں، چاہے اُن کی منازل اور مقام کیسا ہی کیوں نہ ہو، اُن کو صوفی تسلیم نہیں کیا جاتا اور عوام الناس اُن کے دنیاوی وسائل اور دلچسپیوں کو ہمیشہ مشکوک نگاہوں سے دیکھتی ہے۔ بزرگان دین کے بارے میں خصوصاً سوانح حیات کے حوالے سے جو کتب دستیاب ہیں اُن میں بھی بزرگوں کے حالات زندگی میں متذکرہ بالا "خوبیاں" ضرور موجود ہوتی ہیں اس کی سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ ان بزرگوں نے اپنے حالات خود نہیں لکھے بلکہ آنے والے لوگوں میں سے اُن کے معتقدین نے لکھے ہیں جو خود صوفی نہیں تھے۔ اور یہی سوچ جو اوپر بیان کی گئی ہے اُن کی بھی تھی۔ ایسے محققین و مصنفین عموماً ایک فکری شکنجہ پہلے سے تیار رکھتے تھے۔ جس میں وہ ہر صوفی کو کستے گئے ہیں اور جن صوفیا کرام میں یہ "خوبیاں" نہیں تھیں بلکہ اُن کے ہاں دنیاوی اسباب کے انبار لگے ملتے ہیں۔ تو اس بات کو اُن صوفیا کی انسانی کمزوری سمجھ کر صرف نظر کیا گیا۔ وجہ جاننے کی کوشش نہیں کی گئی۔

اس سوال کے جواب کے لئے اگر ہم تحقیقی طور پر بنظر غائر تاریخ اسلامی اور تاریخ انبیاء کا مطالعہ کریں تو مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں۔ معرفت الٰہی کی صف میں سب سے پہلے انبیا کرام آتے ہیں۔ ان کی تعداد کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی جاتی ہے۔ ان نفوس قدسیہ کی زندگیوں پر نظر ڈالیں تو دنیا کی ہر قوم اور پیشے اور ہر طرح کے مالی حالات رکھنے والے انبیا کرام ملتے ہیں۔ شہنشاہ بھی ہیں، جن کی شہنشاہی میں انسانوں کے ساتھ جنوں سمیت تمام چرند پرند درندے تمام مخلوق بلکہ موسم اور ہوائیں تک شامل تھیں۔ ایسے نبی بھی ملتے ہیں جو غلام قوم میں پیدا ہوئے۔ یعنی اُن کو شخصی آزادی تک حاصل نہ تھی۔ اسی طرح بکریاں چرانے والے، بڑھئی، لوہار، درزی، تاجر، غرضیکہ ہر شعبہ زندگی، ہر پیشے سے وابستہ، ہر طرح کے وسائل رکھنے والے انبیا کرام ملتے ہیں۔

حضور کریم ﷺ کی ذات اقدس میں جملہ انبیاء کرام کی تمام خوبیاں اور معجزات یکجا کئے گئے۔ بادشاہت بھی عطا ہوئی ایسی کہ ماسوا اللہ تمام کائنات آپ کے سامنے ہاتھ باندھے کھڑی تھی۔ لاچاری ایسی کہ سر پر نہ باپ کا سایہ تھا نہ ماں کا، غریبی ایسی کہ پیٹ مبارک پر تین تین پتھر بندھے ملتے ہیں۔ امیری ایسی کہ بیک وقت سو اونٹ اللہ کی راہ میں قربان کرتے نظر آتے ہیں۔ پانچ لاکھ کا لباس زیب تن کئے نظر آتے ہیں۔

کبھی طائف میں لہولہان قدوم مقدسہ کے ساتھ پیدل چلتے نظر آتے ہیں۔ کبھی عرب کے

خوبصورت ترین اور مہنگے ترین گھوڑے آپ کے در اقدس پر بندھے نظر آتے ہیں۔ کبھی رات کے اندھیرے میں صرف ایک رفیق کے ساتھ خالی ہاتھ شہر چھوڑتے ہیں۔ کبھی ہزاروں جانثاروں کو معیت میں اس شان سے شہر میں داخل ہوتے ہیں کہ کسی کو احتجاج تک کرنے کی جرات نہیں ہوتی۔ تین تین ماہ گھر میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ لیکن اس کے باوجود کسی نے فاقہ کشی کو آپ کا پسندیدہ نہیں لکھا۔ بلکہ محدثین نے بکرے کی ران' شہد' کھجوریں' زیتون کا تیل' دودھ، ٹھنڈا پانی' ستو اور کدو وغیرہ کو آپ کی پسندیدہ غذائیں لکھا ہے۔

یہی بات صحابہ کرامؓ کی حیات مبارکہ کے مطالعہ سے ہاتھ آتی ہیں صحابہ کرام کی تعداد بھی انبیاء کرام کی تعداد کے لگ بھگ بیان کی جاتی ہے اور انبیا کرام ہی کی طرح یہاں بھی ہر طبقہ' ہر پیشہ' ہر قوم اور ہر سطح کے دنیاوی مال واسباب رکھنے والے لوگ ملتے ہیں۔ ایسے بھی جن کے سامان تجارت سے لدا ہوا پہلا اونٹ مدینہ میں اور آخری شام میں ہوتا تھا۔ ایسے بھی جن کی کل متاع حیات صرف ایک لنگوٹی پر مشتمل ہوتی تھی' جسے وہ زیب تن کئے ہوئے ہوتے تھے۔ ایسے بھی جن کو مسلسل فاقہ سے غش آجاتا تھا۔ ایسے بھی جو سارے مدینہ کو کھانا کھلا سکتے تھے۔ جب رسول کریم ﷺ جہاد کے لئے چندے کی اپیل فرماتے تو عجیب نظارہ دیکھنے کو ملتا۔ بعض سامان تجارت سے لدے ہوئے اونٹوں کا رُخ مسجد نبوی کی طرف پھیر دیتے۔ بعض سارے گھر کا مال واسباب لے آتے۔ کئی آپ کے قدموں میں سونے چاندی کے سکوں کا ڈھیر لگا دیتے۔ ایسے بھی ہوتے جو چپکے سے صرف ایک سوئی سامان جہاد میں ڈال دیتے' ایک مٹھی بھر سوکھی کھجوریں آنکھ بچا کر ڈھیر میں پھینک دیتے اور یہ اُن کا کل اثاثہ ہوتا۔ کئی صرف خالی ہاتھ اپنے وجود کو در دولت پر پیش کرتے بعض صحابہ کرامؓ نے زندگی کے دونوں رُخ دیکھے۔ مسلسل فاقوں سے بے ہوش ہونے والے حضرت ابوہریرہؓ مدینہ کے گورنر بنے۔ اس حال میں کہ دردولت پر قیصر وکسریٰ کے شاہی قالین ودیگر سامان زیر استعمال رہتا۔ حضرت علیؓ اپنے دور حکومت میں بھی پانی میں روٹی بھگو کر کھاتے ہوئے ملتے ہیں اور اسی دور میں ایک سو کنیزیں اور غلام قیمتی اور خوبصورت لباس اور سر پر رکھے ہوئے جواہرات سے بھرے ہوئے تھالوں سمیت ہدیہ کرتے نظر آتے ہیں کچھ ایسا ہی حال تابعین' تبع تابعین' محدثین ومفسرین اور اولیاء کرام میں ملتا ہے۔ ان میں بھی متذکرہ بالا ہر حیثیت اور کیفیت والے لوگ ملتے ہیں دنیا کی بات تک کرنے کو گناہ سمجھنے والی رابعہ بصریؒ بھی ملتی ہیں خواجہ عبیداللہ احرارؒ کی زمین میں سو ہل چلتے ہوئے بھی ملتے ہیں۔ اپنے حال سے بے خبر منصور حلاجؒ بھی نظر آتے ہیں اور زمانے بھر پر نظر رکھنے والے شیخ عبدالقادر جیلانیؒ بھی جن کے سامان تجارت سے لدے جہاز پوری دنیا کا سفر کرتے تھے۔

فیصلہ کرنا مشکل ہے کہ بندہ کن کو کن پر فوقیت دے۔ خوش حال لوگوں کو قرب الٰہی کے زیادہ قریب سمجھے یا تہی دامنوں کو۔ پھر جن پر دونوں دور گزرے۔ اُس دور کو افضل اور معرفت الٰہی کے قریب سمجھے جب وہ خوش حال تھے یا اُس وقت جب وہ تہی دامن تھے؟

اصل بحث کی طرف لوٹتے ہیں۔ متذکرہ بالا پیش کردہ صورت حال سے اندازہ ہوتا ہے کہ انسانوں کے وسائل کی تقسیم اللہ کریم کی کسی خاص حکمت کے تحت ہے۔ اس میں کسی نیک وبد حتی کہ مسلم اور غیر مسلم کی بھی تخصیص نہیں کی گئی۔ نہ ہی وسائل دنیا کی کمی پیشی کسی کے ایمان اور روحانی منازل کو متاثر کرتی ہے۔ حضور کریم ﷺ نے جن چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگی۔ اُن میں سے ایک افلاس بھی تھا۔ آپ نے ساری زندگی اپنے یا کسی صحابی کے لئے فقر وفاقہ اور افلاس کی دعا نہیں مانگی' بلکہ متعدد مواقع پر از خود یا کسی کی گزارش پر لوگوں کے لئے کشائش رزق کی دعا مانگی۔ آپ نے کمزور مسلمان کی نسبت طاقتور مسلمان کو اللہ کریم کا پسندیدہ قرار دیا۔ اچھی سواری اور اچھا ہتھیار رکھنا اور اچھی بیوی کا ہونا آپ کو پسند تھا۔ اور سنت ہے۔ آپ نے کبھی کسی کو ترک دنیا یا ترک وسائل کی تعلیم نہیں فرمائی۔ بلکہ متعدد مواقع پر ان کاموں سے سختی سے منع فرمایا۔ اپنی مثال دی کہ میری طرف دیکھو جیسے میں زندگی گزارتا ہوں' اسی طرح زندگی گزارنا اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کوئی از خود بزرگی کا کوئی معیار مقرر نہ کرے' آپ نے فرمایا اگر کسی کی مالی حالت درست ہو تو اُس کے لباس اور زندگی گزارنے کے طریقے سے اس کا اظہار ہونا چاہئے یعنی ہر بندہ اپنے وسائل کے مطابق بہتر بود وباش اختیار کرے۔

اس ساری صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے صوفی کے متذکرہ بالا اجزائے ترکیبی کے تعین کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آتی۔ زندگی کے دونوں رُخ روز روشن کی طرح ہمارے سامنے ہیں کیا وجہ ہے کہ ہم نے ایک رُخ کو لیا اور دوسرے رُخ کو جو پہلے سے زیادہ روشن اور پسندیدہ تھا' اُس کو چھوڑ دیا تاریخ اس بات کا جواب دینے سے قاصر ہے کہ ان ''خوبیوں'' کو ایک راسخ العقیدہ مسلمان کے ساتھ کس نے' کیوں اور کب نتھی کیا' ایک راسخ العقیدہ مومن کی اس کریہہ المنظر تصویر نے پڑھے لکھے' باشعور اور مہذب طبقے کو دین خصوصاً معرفت الٰہی یعنی تصوف سے دور کر دیا۔ اپنے اور بیگانوں کی اس علمی ٹھوکر نے عام آدمی اور عام مسلمان کو اسلام کے اُس شعبہ سے متنفر کر دیا جس کے بارے میں شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا ''اسلام ایک ایسا درخت ہے۔ عقیدہ اس کی جڑ شاخیں اعمال اور جو اس پر پھل لگتا ہے وہ تصوف ہے' معرفت الٰہی ہے''۔ یعنی پورے اسلام سے جو چیز مقصود تھی' جو ساری کاوشوں کا نچوڑ تھی' ساری ریاضتوں کا ثمر تھی پس پشت ڈال دی گئی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

روحانی تحقیق سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ جو اولیاء کرام ہمیں جنگلوں میں ملتے ہیں اور جن کے اس فعل کی بناء پر ہم نے ترکِ دنیا کو نیکی قرار دیا از خود جنگلوں میں نہیں گئے ۔ بلکہ امن کے تبلیغی مشن اور ارد گرد لگے ہوئے عوامی جھمگٹے نے شاہانِ وقت کو خوفزدہ اور پریشان کر دیا اور انہوں نے ان بزرگوں کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرتے ہوئے' ان کو شہر بدر کیا اور پابندی لگا دی کہ کوئی اُن سے نہ ملے۔

جہاں تک اسلامی تعلیمات کا تعلق ہے۔ اس کا علمی پہلو شریعت ہو یا عملی پہلو طریقت ۔ اس کے لئے شاہ و گدا' امیر غریب' طاقتور و کمزور بنیادی طور پر سب برابر ہیں کسی عربی کو عجمی اور کسی عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں۔ برتری کی بنیاد صرف تقوی ہے۔ اس کائنات کا سب سے تہی دست و تہی دامن اور اس کائنات کا سب سے طاقتور اور صاحب استطاعت شہنشاہ' دونوں اسلام کی برکات کے برابر اہل ہیں۔ برکات نبوت کے حصول میں برابر کے حصہ دار ہو سکتے ہیں۔ ان دونوں میں سے کوئی بھی زیادہ صاحبِ تقوی ہو کر نسبتاً زیادہ مقبولِ بارگاہِ الٰہی ہو سکتا ہے۔

اسلام ان دونوں سمیت پوری کائنات کے انسانوں کو دعوتِ حق دیتا ہے۔ تمام مخلوق کے حقوق و فرائض کا تعین کرتا ہے۔ ان میں زکوۃ لینے والے بھی ہونگے اور دینے والے بھی ۔ ہر رنگ و نسل' ہر استطاعت اور وسائل والے لوگ ہونگے' ان چیزوں کی کمی بیشی سے اسلام کی غرض نہیں جو جس حال میں ہو اسلام اُس کو اُس کے حال اور مقام پر متقی دیکھنا چاہتا ہے۔ کوئی شاہ ہو یا گدا کچھ غرض نہیں۔ صرف رزق حلال کی شرط ہے۔ مقدار و معیار کا تعین خدائی تقسیم ہے اور الگ معاملہ ہے۔ اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔ ان چیزوں کا خیال نہ نبوت دیتے وقت رکھا گیا نہ شرف صحابیت بخشتے ہوئے اور نہ ہی ولایت دیتے ہوئے رکھا جاتا ہے۔

کسی شاعر نے کہا تھا۔

وہ جو اوڑھتے نہیں کبھی جشن طرب میں ہم
ملبوس دل تو تن کا لبادہ نہیں بنا

معرفت الٰہی دراصل ملبوس دل تھا جس کو نا سمجھی کی بنا پر تن کا لبادہ بنا دیا گیا۔ عوام الناس تو ایک طرف رہے۔ بڑے بڑے صوفی ہونے کے دعویدار بھی اس مغالطہ میں مبتلا ہیں۔ ہر ایک نے اپنے مریدوں کے لئے الگ الگ تن کے لبادے تجویز کئے ہیں۔ اور جو کوئی مخصوص ٹوپی ، جوتا، لباس یا پگڑی پہن لے اُسے خدا رسیدہ سمجھا جانے لگ جاتا ہے۔ حالانکہ کوئی عالم ہو یا مرشد ان معاملات میں اپنی پسند و ناپسند کو چھوڑ کر تمام معتقدین کو سنت نبوی کی طرف بلانے کا پابند ہے۔

معرفت الٰہی تو بدنی اور مالی حالت کی بجائے دل کی ایک خاص کیفیت تھی کہ جس میں دل کا جھکاؤ ہر وقت خالق حقیقی کی طرف لگا رہے زندگی کی تنگیاں یا آسائشیں' خوشیاں یا غمیاں' اس قلبی استغراق میں لرزش پیدا نہ کر سکیں۔ جب دل کے اندر یہ کیفیت پیدا کر دی جائے تو ظاہر کو الگ سے درست کرنے کی ضرورت نہیں رہ جاتی ۔ ظاہراً بھی صرف ایک راستہ کھلا رہ جاتا ہے اور وہ ہے نقش قدم حبیب کبیر ﷺ ظاہر خود بخود نقش کف پائے حبیب ﷺ کی طرف کھنچا چلا جاتا ہے اور بندہ دنیا دار مبلغین کی قائم کردہ چھوٹی موٹی سرحدوں کو عبور کرتا ہوا، اسلام کے قلعہ میں جا داخل ہوتا ہے۔ جہاں پر جس کے پاس جو کچھ بھی ہے اور جو جس ظاہری حال میں بھی ہے' اس کی مکمل رہنمائی کر دی جاتی ہے۔ جہاں شہنشاہوں سے مرعوب نہیں ہوا جاتا اور نہ تہی دامنوں کو دھتکارا جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

یہ خاصہ ہے تصوف کا لطافت آ ہی جاتی ہے

دلِ انساں پہ عصیاں سے کثافت آ ہی جاتی ہے
مگر ذکرِ الٰہی سے لطافت آ ہی جاتی ہے
خدا کے نام کی ضربیں پڑیں جو کوہ عصیاں پر
مصفٰے کر کے چھوڑیں گی نظافت آ ہی جاتی ہے
کہیں بے ذوق بھی نعتیں مرے مُرشد نے فرمایا
یہ خاصا ہے تصوف کا لطافت آ ہی جاتی ہے
کہاں سے سیکھا مُسکانا کلی سن کے لگی کہنے
"خدا جب حسن دیتا ہے نزاکت آ ہی جاتی ہے"
یہ اہل اللہ پہ شیطان کا بڑا ہے کارگر حملہ
دلوں پہ جب تکبر کی کثافت آ ہی جاتی ہے
خدائے لم یزل کے خوف سے جو دل بھی تھرایا
تو ایثار و مودت اور سخاوت آ ہی جاتی ہے
کبھی بھی تم گرفتِ رب سے بے خوف نہ ہونا
پکڑتا ہے جسے وہ جب تو شامت آ ہی جاتی ہے
ملے گا فیض جس دل کو نبیؐ کے قلب اطہر سے
تو آئے اس میں استغنا' قناعت آ ہی جاتی ہے
جو آئی موت کی ہچکی تو گویا چھن گیا پرچہ
نتیجے کے سُنے جانے کی ساعت آ ہی جاتی ہے
مٹا دیتا ہے تیرا رب اویسی کوہ عصیاں بھی
کئے پہ جس گھڑی تجھ کو ندامت آ ہی جاتی ہے

☆......انجینئر عبدالرزاق اویسی' ٹوبہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

مکتوبات

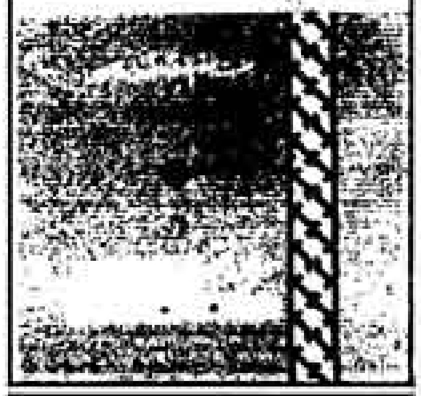

قسط نمبر 5

سلسلہ وار......

مکتوبات از

حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

''کہنے کو مکتوبات ہیں مگر دراصل عرفان وآگہی کا ایسا سمندر جس سے اللہ کی رحمت سے معرفت وحقیقت کے موتی نصیب ہوتے ہیں''۔

از چکڑالہ — **مولوی محمد فضل حسین کے نام**

ناچیز اللہ یار خان

بخدمت مولانا

السلام علیکم! میں انشاء اللہ تعالیٰ 22-5-65 کو ضرور چکوال حاضر ہو جاؤں گا۔ اگر امین صاحب آنا چاہیں تو میں ان کے گاؤں میانی میں 27-5-65 سے 30-5-65 تک میانی ڈلوال اور سیتھی رہوں گا۔ 1-6-65 واپس چکوال آجاؤں گا۔

باقی کوشش کرنا امین صاحب آجائیں ان کی حالت خوف ناک نظر آتی ہے' اگر کتاب عمدہ الطالب فی الاسباب عمدہ ابی طالب آٹھ آنہ تک مل جائے تو ہمراہ لانا۔ ورنہ ہرگز ضرورت نہیں' پھر نہ لانا۔ آپ اچھا ہوگا کہ 22-5-65 کو آجائیں امین صاحب 27-5-65 کو میانی آجائیں۔

امین صاحب کے متعلق جو بات کرنی ہو وہ خود کرنا۔ بندوں میں نہ کرنا کوئی بات ہو تو برا نہ منانا باقی امین صاحب کو تنبیہ کرنا کہ چوکنا ہو کر رہا کرے۔

گرمیوں میں انشاء اللہ ملاقات ہوگی۔

بابا غلام نبی بخش وعزیزم حکیم صادق کو اول درود شریف یک صد بار حسبنا اللہ ونعم الوکیل پانچ صد بار پھر ایک صد بار درود شریف پڑھ کر کوئی وقت مقرر کرلیں۔ باوضو پڑھیں اور اس کا ثواب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی روح پرفتوح کو بخشیں اور ہر تکلیف کے لئے دعا کرائیں۔ کشائش رزق کے لئے نیز دونوں کو بتانا کہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ پانچ تسبیح ہر روز پڑھ لیا کریں۔ یہ دونوں وظیفے جاری رکھیں ترک نہ کریں۔ سورۃ مزمل بعد نماز عشا اول وآخر درود شریف سات بار۔ گیارہ بار سورۃ مزمل پڑھ لیا کریں۔ جب لا الہ الا ھو فاتخذہُ وکیلاً پر جائیں تو ۲۵ بار حسبنا اللہ ونعم الوکیل پڑھ لیا کریں پھر آگے سورۃ کو پڑھا کریں۔

اور جو درود شریف بتایا تھا وہ بھی جاری رکھیں۔ حادثہ موٹر کے لئے غوث صاحبؒ ودا تا صاحبؒ سے ہمراہی آمین دعا کرائیں۔

آپ مکتبہ علمیہ والوں کو کتاب نسیم الریاض فی شرح شفا القاضی عیاض علامہ شہاب خفاجی کی بمعہ حاشیہ شرح ملا علی القاری کا آرڈر دے دیں۔ اگر وہ وعدہ کریں تو بندہ کو مطلع کریں۔ میں رقم اول آپ کے نام ارسال کردوں گا۔ چونکہ عرب سے حاجی یہ کتاب نہیں لایا وہ رقم بچ گئی ہے اس کو اس کتاب پر لگانا۔ باقی خیریت ہے تمام دوستوں کو السلام علیکم عرض کرنا۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

از چکڑالہ

مولوی محمد فضل حسین کے نام

8-7-1965

الداعی الی الخیر ناچیز اللہ یار خان

بگرامی قدر جناب السلام علیکم! گرامی نامہ مدت مدید بعد مل کر کاشف حال ہوا۔ یاد آوری کا شکریہ۔ قبل ازیں اختر صاحب کا خط آیا تھا اس میں بتایا تھا کہ مولوی صاحب کاروبار میں زیادہ مشغول ہیں اس وجہ سے خط میں ان سے سستی ہوتی ہے۔

عزیزم! قصور کا کام تسلی بخش نہیں تو ترک کر دیں۔ مکتبہ علمیہ سے کتاب نسیم الریاض علامہ خفاجی بمعہ شرح ملا علی القاری شرح شفاء قاضی عیاض کی مطبع بیروت کی ہونی چاہئے نہ کہ مصر کی۔ مصر والے بڑے بے ایمانی سے کام لے رہے ہیں' کاغذ اخباری لگاتے ہیں' جو بہت خراب ہے کتاب آنے پر بندہ کو مطلع کریں اور اسی وقت خریدیں۔ جب میری رقم جناب کو مل جائے۔ فی الحال دورہ چکوال کوئی نہیں۔ اگر رکھا تو عزیزم محمد اکرم کے ڈیرہ پر رکھوں گا۔ اور جناب کو اولین وقت میں اطلاع دوں گا۔

محمد امین کے متعلق مولانا میں نے آٹھ دس ماہ سے یہ محسوس کر رکھا ہے۔ کہ ابلیس لعین ان پر پوری طاقت سے حملے کر رہا ہے' اور اس وقت سے امین صاحب کو متنبہ و مطلع بھی کر رہا ہوں ہر ساتھی سے بھی کہتا ہوں کہ ان سے مل کر ان کو متنبہ کریں۔ مگر اس کا علاج کیا کیا جائے۔ کہ جس پر وہ ملعون قبضہ کرتا ہے' تو اس کے دل پر اول ایسا گمراہی کا پلستر کرتا ہے۔ کہ پھر اس میں حق بات جا سکتی ہی نہیں جیسا کہ قرآن کریم میں خدا تعالیٰ اہل کتاب کے حق میں بیان فرمایا کہ وقالو قلوبنا غلف" کہتے تھے ہمارے دل تو پردوں میں ہیں۔ غلاف میں ہیں۔ ان میں آپ کی بات داخل نہیں ہو سکتی۔ تو خدا تعالیٰ نے جواب دیا۔ بل لعنھم اللہ بکفرھم کہ دل غلاف میں نہیں یہ بوجہ لعنت کفر کے سمجھ نہیں سکتے۔ کیونکہ یہ برائی اور برا عمل اس عامل کی آنکھوں میں بہت خوبصورت کر کے پیش کرتا ہے' قال تعالیٰ افمن زین له سوءُ عمله فراٰه حسناً کہا۔ جس کا برا عمل خوبصورت بنایا جائے پس وہ اس کو خوبصورت دیکھتا ہے۔ عزیزم! جب وہ میری طرف رجوع ہی نہیں کرتا۔ نہ ہی اپنے خیالات بتاتا ہے۔ جیسے اس کو اپنی اصلاح کی ضرورت ہی نہیں' تو اب ہم کیا کریں۔ ہاں ان کی یہی حالت رہی تو وہ خسارہ میں رہ جائے گا۔ آج رات مشائخ سے امین صاحب کے متعلق مشورہ ہوا تھا۔ مشائخؒ نے چند وصیتیں فرمائیں ہیں۔

اول یہ کہ صاحب مجاز کسی کو نہ بنائیں جو ہو چکا ہے سو ہو چکا ہے۔ آئندہ اپنے ہاتھ میں رکھیں۔ دوم منازل جلدی کسی کو طے نہ کرائیں۔ سوم منازل بالا ہزاروں میں سے کسی ایک کو کرائیں بعد مدت مدید کے' دیکھ بھال کے بعد' آپ جلدی کرتے ہیں۔ یہ ترک کر دیں۔ چہارم حضرت سلطان العارفینؒ شیخ سلسلہ کے سامنے امین صاحب کا واقعہ پیش ہوا میٹنگ میں' تو جواب دیا۔ یہ چیز آپ کی ہے نہ ہماری۔ آخری فیصلہ کہ امین صاحب کے منازل بالائی میں ترقی بند کی جائے۔ ان کو روک دیا جائے۔ بعض مشائخ نے فرمایا ان کو تنزل میں لایا جائے۔ ان منازل کے وہ قابل نہ تھے۔ مگر حضرت شاہ صاحبؒ نے آخری فیصلہ فرمایا کہ ابھی اصلاح کریں ان کی اور صبر کرو ان کو اپنے حال پر ترک کر کے۔ اگر ان کے دل میں اپنے شیخ کی کدورت پیدا ہو گئی یا شیخ کے دل میں ناراضگی پیدا ہو گئی تو پھر ویسے ہی قصہ ختم ہو جائے گا۔ مگر یہ باتیں میں نے آپ کے سامنے اس واسطے پیش کر دی ہیں کہ آپ کو میں اپنا راز دار بلکہ مخلص خلیفہ جانتا ہوں۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

سابقہ خط میں اختر صاحب نے آم کا لکھا کہ اگر آپ فرمائیں تو بھیج دوں۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے فضل حسین خیال کرلیا۔ چند ساتھی ہیں جن سے چیز ضرورت ہو تو منگوالیتا ہوں۔ جن میں مولوی محمد فضل حسین صاحب اور قاضی غلام علی صاحب' حافظ غلام جیلانی صاحب' مولانا سلیمان صاحب' اکرم صاحب ان کے بغیر اگر کوئی ساتھی بڑا یا غریب نہ ہو تو خود بخود بطور ہدیہ تحفہ کوئی چیز دیدے۔ تو لے لیتا ہوں کہ اس کی دل جوئی کے لئے۔ مگر خود کہوں کہ فلاں چیز ضرورت ہے۔ ہرگز نہ ہوگا۔

میں نے یہ قصہ امین صاحب کا جو بیان کیا ہے اس کو دل میں رکھنا یہ میرا راز ہے۔ میں کسی کو نہ بتاؤں گا۔ آپ کو تحریر کردیا ہے' راز کو ظاہر نہ کرنا۔ ویسے امین صاحب ملیں تو نصیحت کے طور پر نصیحت کرنا ان کی مجلس کے بعد۔ جو مشائخ نے فرمائی میں نے دل سے فیصلہ کرلیا ہے۔ کہ حتی الوسع رفقاء کے پاس نہ جاؤں گا بلا اشد ضرورت۔ مجبور کریں تو پھر چلا جاؤں گا۔

دوئم حتی الوسع حلقہ میں بھی نہ لوں گا' لوں گا تو اس کو منازل طے نہ کراؤں گا۔ خاص کر بالا منازل کا تو نام ختم کیا جائے گا۔ گویا ان کو کوئی جانتا ہی نہیں اور کسی رفیق مجاز کو اجازت نہ دوں گا۔ کہ وہ منازل بالا طے کرائے۔ آپ بھی موتی اور ہیرے تلاش کریں۔ کئی امین آئیں گے کئی جائیں گے۔ ہمارا کوئی نقصان نہیں۔ نقصان مردود طریقت کا ہے۔ جو دربار رسول ﷺ و دربار باری وقرب سے مردود کر کے نکال دیا گیا ہے۔

میں نے طول اس واسطے دیا کہ ترمذی شریف میں حدیث موجود ہے کہ **ان الا مانته نزلت فی جذر قلوب الرجال تم علموا من القرآن وعلموا من السنته** اول دلوں میں امانت خدا تعالیٰ نے نازل فرمائی تھی بعد کو قرآن وسنت نازل کئے۔ بوجہ امانت کے دلوں نے قرآن وحدیث کو قبول کیا۔ آج وہ امانت دلوں سے اٹھ چکی ہے۔ الا ماشاءاللہ اس واسطے قبول تجلیات باری و وصال باری ان پر محال ہو چکا ہے قرب قیامت ہے' لوگ سخت بے دین ہو چکے ہیں میرے دل کو تکلیف ہوتی ہے ان کی بے قدری پر۔ ان کو یہ نعمت گھر بیٹھے بغیر تکلیف کے ملی۔ تمام رفقا کو بلا تکلیف ہاتھ آئی۔ ان کو کیا قدر ہوگی اب جو آیا وہ دیکھے گا۔ مگر اس کے لئے بے دین رفقاء سد راہ بنے' ان کی تکلیف کا سبب یہ بنے ان کی بے قدری نے نقصان دیا دوسروں کو۔

نوٹ۔ اگر نور پور اکرم کے مکان پر آیا تو آپ کو مطلع کروں گا۔ بے فکر رہیں۔

مکتبہ علمیہ والوں سے کہنا کہ آپ بیروت سے منگائیں نہ کہ مصر سے۔ عزیزم محمد امین کی حالت مذبذب کردی ہے اس لعین نے۔ ہم نے اس کی اطلاع کئی بار دی ہے۔ آگے اس کی مرضی فرصت ہے سنبھل جائیں تاکہ نقصان سے بچ جائیں۔ میرے تحریر شدہ حالات امین صاحب کے کسی ساتھی سے ظاہر نہ کرنا خیال کرنا۔ یہ کہنا کہ استادوں نے یوں لکھا ہے خیال کرنا۔ باقی تمام رفقا کو السلام علیکم عرض کرنا۔ والسلام۔

(جاری ہے)

☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

قسط نمبر 4

سلسلہ وار...............

فرض کی بجا آوری اور مشن کی تکمیل میں جہاں نوردی کے دوران امیر محمد اکرم اعوان مدظلہ' کی نگاہِ بصیرت نے کیا دیکھا؟ اچھوتے قلم نے کیسے بیان کیا؟......

پیش خدمت ہے' سفرنامہ

"غبارِ راہ"

موت سے زندگی تک

صبح یکم جنوری جیپ کے ذریعے پشاور جانا تھا' رات جیپ کا اہتمام کرتے اور دوستوں سے رابطہ کرتے کافی دیر ہوگئی گھر سے ڈاک اٹھالایا تھا۔ احباب کو جوابات لکھے اور یوں دیر سے سویا۔ خیالوں میں وہاں سے بہت دُور کسی اگلی منزل پر جو خوبصورت بھی تھی اور پُر خطر بھی۔ مگر حسن تو ہمیشہ خطرات میں ہی نظر آتا ہے۔ ہر پھول کانٹوں میں گھرا ہوتا ہے اور جن پھولوں پر کانٹوں کا پہرہ نہ ہو عموماً خوشبو سے خالی اور نظر کا دھوکا ہی ثابت ہوتے ہیں کچھ بات مزاج کی بھی ہے کہ میرا مزاج بھی خطر آشنا سا ہے۔

بہر حال رات ڈاکٹر صاحب آ گئے اور علی الصبح تہجد اور ذکر کے بعد لینے والے احباب بھی نماز سے فارغ ہو کر چائے کا کپ پیا اور اللہ پر بھروسہ کر کے نکل کھڑے ہوئے' پشاور روڈ سے دوسری گاڑی لینا تھی۔ وہاں ایک بار پھر چائے کا کپ پینا پڑا۔ اور بہت خوبصورت مضبوط' نئی اور قیمتی جیپ اپنے تجربہ کار ڈرائیور کے ساتھ ہماری راہ دیکھ رہی تھی۔ اس نے ہمیں اپنے دامن میں سمیٹا اور یوں سپیدہ سحر پھیل رہا تھا جب ہم عازم پشاور ہوئے۔

یکم جنوری ۱۹۸۹ء

جہاں کل چھوڑی تھی' بات وہاں سے شروع کرتے ہیں تو ڈرائیور نے بڑی سڑک پر گھومتے ہی رفتار بڑھا دی اور جیپ بہت تیز دوڑنے لگی۔ میں پیچھے گھوم کر عظمت سے بات کرنے لگا کہ ہمارے سامنے جاتی ہوئی اربن ٹرانسپورٹ کی بہت بڑی بس ایک دم دائیں مُڑ گئی' حالانکہ یہ جگہ اس کے مڑنے کے لئے نہ تھی پھر اُس نے کوئی اشارہ بھی نہ دیا' غالباً وہ ان تکلفات سے پاک تھی اور اشارے وغیرہ اس میں تھے ہی نہیں۔

حادثات تو دنیا بھر میں ہوتے ہیں مگر وطن عزیز کے حادثات عموماً لاپرواہی کے باعث ہوا کرتے ہیں اور ہم بھی ایک بس ڈرائیور صاحب کی لاپرواہی کی بھینٹ چڑھ چکے تھے۔ داد دیجئے ہمارے مشاق ڈرائیور کو بھی جس نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اور بریک وغیرہ لگانے کے تکلف سے بے نیاز' پوری رفتار پر جیپ اس کے ساتھ دے ماری۔ آخر یہ صاحب بھی ڈرائیور تھے انہیں تکلفات میں پڑنے کی کیا ضرورت۔ میں سامنے متوجہ ہونے لگا تو بس اور جیپ میں چند گز کا فاصلہ تھا جس نے مجھے پھرنے کا موقع بھی نہ دیا۔ کہتے ہیں بڑے زور کا دھماکہ ہوا تھا۔ روایت سُنی ہے دھماکہ یاد نہیں۔ ہاں! درد اٹھا تو نیم

www.naqshbandiaowaisiah.com

باز آنکھوں سے دیکھنے کی کوشش کی جن میں سے بائیں آنکھ پر تو خون کا پردہ سا تھا۔ دائیں آنکھ سے معمولی سمجھ آئی کہ میں سیٹ اور گاڑی کے ڈیش بورڈ کے درمیان بُری طرح پھنس چکا تھا۔

عظمت کی آواز پہچانی تو بتایا کہ میں سانس نہیں لے سکتا۔ اگر سیٹ پیچھے کھینچ سکو تو شاید۔ اور اس نے کوشش کی مگر یہ اتنا آسان نہ تھا جیسا کہ بعد میں پتہ چلا۔ ہوا یہ کہ پچھلا آدمی میری سیٹ کی پُشت سے اس زور سے ٹکا کہ یہ آگے ٹیڑھی ہوگئی اور اس آدمی کی ریڑھ کی ہڈی کا مہرہ کریک ہوگیا۔ سامنے سے اس زور کا دھکا لگا کہ بس کی باڈی بھی پھٹی اور جیپ کے سامنے ونچ لگا ہوا تھا۔ سامنے کا بمپر ٹوٹا' ونچ ٹوٹ کر پیچھے ہٹا۔ ریڈی ایٹر کو پھاڑ کر انجن کو متاثر کیا چیسی تک ٹیڑھی ہوگئی۔ میرا سر سامنے بڑھے شیشے سے اس زور سے ٹکرایا کہ شیشہ اور سر دونوں پھٹ گئے۔ ماتھا شق ہوا ابرو پھٹا اور پلکوں کے پیچھے پپوٹا پھٹ گیا۔ مگر اللہ کی شان! آنکھ محفوظ رہی۔ سینے کو ایک طرف سے ڈیش بورڈ اور دوسری طرف سے سیٹ نے اس طرح دبایا کہ دائیں طرف کی چار پسلیاں کریک ہوئیں مگر ٹوٹی نہیں۔ سینے کے درمیان والی نرم ہڈی میں بال آ گیا۔ پیٹھ کی ہڈی متاثر ہوئی۔

عظمت نے جلدی سے دروازہ کھولا اور میں باہر جھول گیا۔ حُسنِ اتفاق ایک میاں بیوی ڈاکٹر اپنی گاڑی میں گزر رہے تھے۔ وہ رُک گئے کچھ ساتھ والے لوگ بچ گئے تھے سب نے مل کر مجھے باہر کھینچ لیا اور ان کی کار کی پچھلی سیٹ پر ڈالا اور ہسپتال کو بھاگے۔

یہ تو ظاہر کی کہانی تھی میں خود کہاں تھا؟ تو سُنیئے!

ایک بہت خوبصورت اور حسین وادی' جہاں واقعی صبح پھیلی ہوئی تھی مگر ابھی سورج سامنے نہ تھا۔ حدِ نگاہ تک سبزہ بچھا ہوا تھا جس میں ننھے منے پھولوں سے گل کاری کی ہوئی لگتی تھی۔ بہت ہی پیاری ہوا جو نہایت سکون سے چل رہی تھی۔ خوبصورت پانی بہہ رہا تھا جو نہ دریا لگتا تھا کہ اتنا پھیلاؤ نہیں تھا کہ اس سے بڑا تھا اور تھوڑا کناروں سے باہر دُور تک پھیل رہا تھا۔ اتنا شفاف کہ تہہ میں بچھے ہوئے پتھر نظر آ رہے تھے جو رنگ برنگے تھے اور مختلف روشنیاں بکھیر رہے تھے۔

حدِ نظر تک ٹیلوں کی اپنی بہار تھی۔ آسمان کی سمت انوکھی روشنیوں کی بہار تھی۔ درخت اور جھاڑیاں اپنے طور پر مست غرض ہر شے جھوم رہی تھی۔ وقت کا احساس نہ تھا اور دنیا سے تعلق درد کا تھا کہ ہر حرکت پر اٹھنے والی ٹیسیں مجھے واپس بلانے کی کوشش کرتی تھیں آنکھ کھولتا تو اردگرد کے دُھندلے سے نقوش ضرور نظر آتے اور لوگوں کی آواز بہت دور سے آتی ہوئی محسوس ہوتی تو کم از کم لفظوں میں جواب دینے کی کوشش کرتا۔

فوجی ہسپتال میں پہنچے انہوں نے فوراً ایکسرے وغیرہ لئے ٹیکے لگائے' ماتھے پہ پٹی کی' ہاتھ پہ پٹی باندھی اور گاڑی میں ڈال دیا۔ کاش! میں کبھی اُن ڈاکٹر صاحبان سے ملوں جو مجھے یہاں لائے تھے۔ یہاں سے فارغ ہو کر جا چکے تھے۔ اور یہ ایک لمبا عمل تھا جس کے دوران مجھے مختلف کمروں' میزوں اور مشینوں کے سامنے سے گزرنا پڑا مگر کہاں تھا؟ اُس خوبصورت وادی میں جو مجھے نظر آ رہی تھی محسوس ہو رہی تھی جہاں کوئی بھی نہ تھا حتےٰ کہ میں خود بھی شاید اس لئے کہ روح تو ابھی جسم میں ہی مقید تھی اور اسی ٹوٹے ہوئے پنجرے میں سے اس چمن کی بہار دیکھ رہی تھی مگر وہاں اکیلے پن کا احساس بھی نہ تھا' شاید یہ برزخ کا کوئی گوشہ تھا اور واقعی ایسی جگہ تھی' جہاں صدیاں بیت جائیں مگر خبر نہ ہو اور میں ابھی داخل کہاں ہوا تھا جب ہسپتال کی گاڑی میں لادا گیا تو مکمل واپس آ چکا تھا۔

شاید آگے کس قدر حسن بکھرا ہو' یہ تو مالک ہی جانے ویسے موت کا حُسن بھی دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے بشرطیکہ اللہ کرے اس کے حسین رُخ سے تعلق ہو ورنہ تو دوسرا رخ بھی رکھتی ہے جو بہت بھیانک ہے جس کے بارے پڑھا بھی ہے بحمد للہ! کشفاً دیکھا بھی اور کشفاً دیکھے تو اس رُخ کو ربع صدی سے زیادہ عرصہ بیت گیا مگر یہ عملی مشاہدہ اپنی الگ حیثیت رکھتا ہے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

بات لمحوں کی تھی مگر عملاً موت کے جبڑوں میں جا کر ہی بنی۔ اب ہوش میں آیا تو جسم کچلا ہوا تھا۔ سر پھٹا ہوا' سینہ چاک' بائیں کولہے پر باہر سے چوٹ پڑی تو اندر تک پٹھے' رگیں' ٹانگوں کے سارے مسل' ہر چیز بُری طرح کچلی گئی تھی اور ہر شے اپنی الگ سُر نکال رہا تھا۔ سارا جسم بج رہا تھا۔ آفیسرز وارڈ میں جگہ ملی۔ ایک ایک کمرے میں تین تین مریض تھے جس کمرے میں میں تھا وہاں ایک بزرگ تھے ان کا گُردہ نکال دیا گیا تھا اور ایک جوان افسر جس کی دونوں ٹانگیں کٹی ہوئی تھیں۔ کسی حادثے نے ایک خوبصورت جوان سے دونوں پاؤں چھین لئے تھے۔

باقاعدہ پٹی کروا کر اجازت لی اور رات پنڈی گھر پہ آ گئے۔ ہسپتال کے ماحول میں اس قدر درد تھا۔ ایسی سوگواری چھائی ہوئی تھی کہ قوت برداشت جواب دے گئی۔ حال یہ تھا کہ دو آدمی پاؤں سنبھالتے' ایک کمر اور ایک سینے اور گردن کے پیچھے ہاتھ دیتا تب میں اٹھ کر دوائی کھاتا۔ سرجن صاحب کا خیال تھا کہ کم از کم چھ مہینہ واپسی میں لگیں گے۔ ادھر مجھے تو ۱۲ جنوری کو عمرہ کے لئے جانا تھا لوگ مڈل ایسٹ سے' برطانیہ سے' اور امریکہ تک سے اس میں شمولیت کے لئے تیار تھے۔

اُسی شام کرنل مطلوب لاہور سے تشریف لائے۔ حالت دیکھی' پروگرام کے بارے پوچھا کیا بتاتا میں لہٰذا مشائخ عظام کی طرف متوجہ ہوا فرمایا ہفتہ تاخیر سے چلے جاؤ! انشاءاللہ جا سکو گے ہم نے ایک ہفتہ موخر کر دیا۔

احباب کی آمد شروع ہوگئی۔ جو سنتا چل پڑتا۔ بہرحال تیسرے روز شام میں لاٹھی کے سہارے کھڑا ہونے لگا تو گاڑی میں بیٹھ کر گھر چلا گیا اور ۱۹ جنوری کو گھر سے پنڈی اور شام چل کر رات جدہ پہنچ گیا۔ اہلیہ اور دو چھوٹے بچے ہمراہ تھے۔ عمرہ پر آنے والے لگ بھگ اٹھارہ ساتھی بھی ساتھ تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پھر سے حرم شریف کی زیارت کی سعادت نصیب ہوئی اور کل ۲۰ جنوری کو پہلا عمرہ کیا طواف کیا اور سعی کے تین چکر بھی لاٹھی کے سہارے لگائے باقی چار چکر کے لئے کُرسی پر بیٹھنا پڑا مگر آج اللہ کریم سے اُمید ہے طواف اور سعی کر لوں گا۔ انشاءاللہ

۱۸ جنوری کو پچھلے پہر بہت تکلیف ہوئی اس لئے کہ دوا ختم ہوگئی تھی' اور ۱۹ جنوری کو پنڈی جانا تھا سوچا وہاں جا کر لے لوں گا مگر یہ قاعدہ نقصان دہ ثابت ہوا اور بہت درد سہنا پڑا غرض صبح ہوئی علی الصبح روانہ ہوئے۔ پنڈی عظمت بھی آ گئے اور ڈاکٹر سے فون پر رابطہ کر کے دوا پوچھی احباب ملاقات کے لئے جمع تھے ہسپتال جانا پڑا احفاظتی ٹیکوں کے لئے اور یوں چھ بجے شام ہم سخت سرد ہوا کو چیرتے ہوئے جہاز تک پہنچے اندر درجہ حرارت نارمل تھا۔ عمرہ پر رفاقت کے طالب بھی لوگ ہمراہ تھے جہاز روانہ ہوا اور یوں سمند خیال در حبیب ﷺ پر بوسہ زن تھا کہ ہوائی میزبانوں کی آواز نے چونکایا۔ اعلان کا آخری حصہ سُنا کہ ہم پانچ گھنٹے پرواز کر کے ریاض جا اُتریں گے پھر کھانا سرد ہونے سے پہلے بچوں نے پانی مانگا۔ ایک دوست کے بچے کے ساتھ بھیجا تو جواب آیا کہ کولڈ ڈرنک تقسیم کیا جائے گا ویسے ہم نہیں دیتے حالانکہ بین الاقوامی پروازوں میں تو تقریباً کوئی پابندی نہیں ہوتی۔ جب کوئی چاہے مانگ لے۔ ہاں! یاد آیا امریکہ کی ہوائی کمپنی TWA والے بھی ایسے ہی فیاض ہیں۔ پھر تقسیم ہونا شروع ہوا تو ہوائی میزبان ایک ڈبے کو دو دو گلاسوں میں بانٹ کر حاتم کی قبر پر لات مار رہی تھی۔ بڑی حیرت ہوئی کہ ہزاروں روپے ادا کر کے ٹکٹ حاصل کرنے والا مسافر غریب کولڈ ڈرنک کو بھی ترسے گا۔

............☆☆............

(جاری ہے)

www.naqshbandiaowaisiah.com

وضاحت

اس مقالہ میں اولین ترجیح موضوع کی وضاحت اور سمجھنے کو دی گئی عقلی اور نقلی دونوں اعتبار سے اور بغیر کسی جانبداری کے دلائل وبراہین واقوال جمع کئے گئے ہیں۔ اور جہاں میں نے اپنے شیخ اور ان کے شیخ کے فرمودات نقل کئے ہیں وہاں بتدریج "شیخ المکرم" اور "اعلیٰ حضرت" کی اصطلاح استعمال کی ہے۔ اعلیٰ حضرت سے میری مراد نسبت اویسیہ کے مجدد شیخ "حضرت اللہ یار خانؒ (متوفی 1984ء) کی ذات مراد ہے۔ اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور آپ کے درجات مزید بلند فرمائے۔ آپؒ نے نسبت اویسیہ کی خلافت اپنے شاگرد "حضرت مولانا محمد اکرم اعوان" کو منتقل فرمائی جو سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے موجودہ شیخ ہیں اور جن کیلئے "شیخ المکرم" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔

سلسلہ وار..........

تصوف کی حقیقت' شیخ کی ضرورت واہمیت' مقامِ شیخ اور آدابِ شیخ پر آسیہ اسد اعوان صاحبہ کا منفرد تحقیقی مقالہ

"طریق السلوک فی آدابِ الشیوخ"

نوٹ۔ (آسیہ اسد اعوان صاحبہ اب قلم کی دنیا میں "اُم فاران" ہو چکیں)

قسط نمبر 4

دور مابعد رسالت اور تصوف

حضور ﷺ نے فرمایا۔

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم "سب سے بہترین زمانہ میرا ہے پھر جو اس سے متصل ہے پھر جو اس سے متصل ہے۔"

خیرالقرون تین ادوار پر مشتمل ہے۔

1- عہد صحابہ 2- عہد تابعین 3- عہد تبع تابعین

1- عہد صحابہ

حضور ﷺ سے متصل خلفائے راشدین کا دور ہے۔

صورت تزکیہ یہ تھی کہ جس طرح تعلیمات نبوی کے لئے صحابہ کرامؓ کی ذوات مقدسہ واحد ذریعہ تھی اسی طرح تزکیہ انوارات یعنی برکات نبوی ﷺ بھی انہی کے ذریعے منتقل ہوئیں۔ آپ کی تعلیمات قرآن وحدیث اور فقہ کی تدوین شروع ہوگئی جبکہ صحابہؓ کی صحبت میں بیٹھنے والوں کے دلوں کا تزکیہ ہو جاتا ہے۔ کیونکہ یہ بڑے طاقتور قلوب تھے جنہیں براہ راست حضور ﷺ کے قلب اطہر سے جلا ملی تھی۔ جس سے مرتب ہونے والے اثرات پر قرآن کریم شاہد ہے۔ ثم تلین جلودھم وقلوبھم الی ذکر اللہ یعنی ان کے قلوب سے لے کر کھالوں تک جسم کا ذرہ ذرہ ذاکر ہو چکا تھا۔ ان کی مثال یوں ہے کہ گویا سورج کے سامنے آئینہ آیا تو منور ہو گیا۔

2- عہد تابعین

اس دور میں حدیث وفقہ کی تدوین جاری رہی۔ صحابہ کرامؓ نے ایک ایک ارشاد نبوی ﷺ اور عہد رسالت کے حالات وواقعات کو پوری ذمہ داری کے ساتھ آگے منتقل کیا۔ امام ابوحنیفہؒ جیسے سرخیل میدان میں اترے اور قرآن وحدیث کے حفاظ کی مجالس سجا کر ہر ارشاد نبوی ﷺ اور سنت پوری پوری تحقیق کے ساتھ' روایات کو پرکھ کر آئندہ امت کیلئے محفوظ کر لیا۔

صورت تزکیہ

ہر وہ بندہ مومن جسے صحابہ کرامؓ کی صحبت نصیب ہوئی۔ان کے فیض صحبت سے اندر کے سارے بُت یعنی رزائل اخلاق ٹڑواکر تزکیہ سے آشنا ہوا۔ صرف صحبت شرط تھی جس نے انکا سی عمل سے ان کا مکمل تزکیہ کردیا۔

تبع تابعین

ان حضرات کے قلوب بھی تابعین کی صحبت نے منور کردیئے۔کوئی محنت مجاہدہ نہیں کرنا پڑا شرط کیا تھا کہ بحالت ایمان کسی تابعی کی صحبت کا پاجانا۔ ان پر خیر القرون کا زمانہ ختم ہوتا ہے جو اسلام کے پہلے تین ادوار ہیں۔یہاں تک تزکیہ کے انوارات وہبی طور پر ایک منور قلب سے دوسرے میں منتقل ہوتے رہے۔کوئی محنت مجاہدہ نہ کرنا پڑا۔

ہاں جو حضرات خیر القرون کے آخر میں آئے انہوں نے یہ محسوس کیا کہ اب قلوب میں وہ قوت نہیں رہی کہ محض صحبت میں بیٹھنے سے تزکیہ ہو جائے بوجہ بعد زمانہ کے۔کہ درمیان میں تین ادوار در آئے۔لہذا قرآن وسنت اور سلف صالحین کے تعامل کی روشنی میں محنت مجاہدے ذکر واشغال وجود میں آئے گویا سلاسل تصوف اس دور کی پیداوار ہیں۔اس سے قبل ان کی ضرورت ہی نہ تھی کہ قلوب بہت منور اور طاقتور تھے۔گویا حصول تزکیہ کا عمل پہلے وہبی تھا اب کسبی ہو گیا۔

ہر سلسلہ تصوف کا منبع بھی صحابہ کرامؓ کی ذات مقدسہ ہیں۔پھر تابعین اور پھر تبع تابعین میں اہل طریقت ہیں اس لئے تصوف کے تمام سلاسل کے شجرے (Chain of Tranmission) صحابہ کرامؓ کے توسط سے حضورﷺ تک پہنچے ہیں۔کیونکہ جملہ کمالات اور فیوض وبرکات کا سرچشمہ آپﷺ ہی کی ذات گرامی ہے۔

خیر القرون میں نمایاں اہل طریقت

1-عہد صحابہؓ میں:

صحابہ کرام وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہیں لسان نبوت اور ترجمان نبوت ہونے کا شرف حاصل ہے۔صحبت حضورﷺ نے انہیں پوری انسانیت میں انبیاء کے بعد سب سے بلند مقام پر فائز کردیا۔ساری دنیا کے اولیا کرام مل کر مرتبہ میں ایک ادنیٰ صحابہ کے درجے کو بھی نہیں پہنچ سکتے۔اسی لئے صحابہؓ کے لئے کوئی دوسرا تعظیمی نام اختیار نہیں کیا گیا کہ لفظ صحابہ صوفی، محدث، مفسر سب کو محیط ہے۔ہاں اس نقطہ نظر سے دیکھا جا سکتا ہے کہ کس کس صحابہؓ سے فیض روحانی کا سلسلہ آگے چلا۔

1-حضرت ابو بکر صدیق

صحابہ کرامؓ بلا شبہ پوری انسانیت میں بعد از انبیاء بلند ترین مرتبے کے حامل ہیں۔غیر نبیوں میں حضرت صدیق اکبرؓ خلیفہ اول سب سے بلند مقام پر فائز ہیں۔قرب نبویﷺ اور طریقت میں وہ مقام ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی زندگی بھر کی نیکیاں غار ثور کی ایک رات کے عوض دینے کو تیار ہیں لیکن صدیق اکبرؓ نہیں مانتے۔سلسلہ نقشبندیہ کا شجرہ آپ کی ذات گرامی سے حضورﷺ تک پہنچتا ہے۔اس سلسلہ عالیہ کی دونسبتیں ہیں، ایک نسبت اویسیہ جو نسبت حضرت اویس قرنی سے منسوب ہے اور دوسری نسبت مجدیدہ جو حضرات مجدد الف ثانی سے جاری ہوتی ہے۔یہ وہ واحد سلسلہ طریقت ہے جو حضرت ابو بکر صدیقؓ سے فیض روحانی حاصل کرتا ہے اور آپؓ کے توسط سے بارگاہ رسالت تک پہنچتا ہے۔

2-حضرت علی

تصوف اور طریقت کے باقی تمام سلاسل کا پیشوا حضرت علیؓ کو تصور کیا جاتا ہے جو آپؐ کے توسط سے بارگاہ رسالت تک پہنچتے ہیں۔

3-اصحابہ صفہ

ان کی مثال اہل طریقت میں اس لئے دی جاتی ہے کہ آئمہ طریقت' اولیاء اللہ نے وہی طرز رہن سہن اختیار کیا جو اصحاب صفہ کا تھا۔ اس لئے اس مماثلت کی بدولت یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ اصحابہ صفہ اہل طریقت کی اولین صورت تھے۔

2- تابعین میں نمایاں اہل طریقت

1-حضرت اویس قرنیؒ

آپ مخضرم تابعی تھے۔ یعنی حضورﷺ کے زمانہ میں حاضر تو تھے لیکن آپﷺ سے ملاقات نہ ہوسکی۔ ایمان لائے تو آپﷺ کی محبت کے سمندر دل میں پھوٹ پڑے۔ مدینہ منورہ حاضر بھی ہوئے لیکن آپﷺ موجود نہ تھے۔ ضعیف والدہ کی خدمت کے تقاضوں نے انتظار کی مہلت نہ دی۔ لوٹ آئے۔ آپ نے حضورﷺ سے روحانی طور پر فیض حاصل کیا اور اس طریق حصول فیض کو سلسلہ نقشبندیہ کی اویسیہ نسبت میں اختیار کیا گیا۔

2-امام حسن بصریؒ

تصوف کے بیشتر سلاسل امام حسن بصریؒ سے ہوتے ہوئے حضرت علی تک پہنچتے ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ یہ بھی آپ ہی کے توسط سے حضرت ابو بکرؓ تک پہنچتا ہے آپ کا مقام اہل طریقت میں بہت بلند ہے اور آپ کے لطیف ارشادات اس راہ کے سنگ میل تصور کئے جاتے ہیں۔

3-حضرت ہرم بن حیانؒ

صحابہ کرام سے فیض صحبت کے علاوہ آپ حضرت اویس قرنیؒ سے ملے۔ آپ عالی مرتبہ بزرگان طریقت میں سے گزرے ہیں اور ادراک حقیقت میں حظ وافر رکھتے تھے۔ (کشف المحجوب) آپ کے علاوہ درج ذیل ہستیاں اس دور کے برگزیدہ اہل طریقت گزرے ہیں۔

1- طاؤس یمانیؒ   2- داؤد بن دینارؒ   3- سلیمان تمیمیؒ

3-تبع تابعین میں نمایاں اہل طریقت

1-حضرت حبیب عجمی

آپ نے حضرت حسن بصریؒ کے ہاتھ پر توبہ کی اور ان سے ہی طریقت و معاملات کی تعلیم حاصل کی۔ آپ اپنے زمانہ کے مشائخ میں بہت معزز اور صاحب کرامت بزرگ تھے۔

2-حضرت مالک بن دینارؒ

آپ حضرت حسن بصریؒ کے دوست تھے اور انہی کے ہاتھ پر تائب ہوئے آپ بھی صاحب کرامت ہستی تھے۔

3-حضرت امام ابو حنیفہؒ

آپ اہل سنت والجماعت کے مقتدا' بہت بڑے فقیہہ ہیں آپ مجاہدات و عبادات میں نہایت ثابت قدم تھے اور طریقت کے اصول میں بڑے جلیل الشان مانے گئے ہیں۔ (کشف المحجوب)

4- حضرت فضیل بن عیاضؒ 5- حضرت عبداللہ بن مبارکؒ 6- حضرت بایزید بسطامیؒ 7- حضرت ابراہیم بن ادھمؒ 8- حضرت بشر حافیؒ 9- حضرت ذوالنون مصریؒ 10- حضرت داؤد طائی

(جاری ہے)

سلسلہ وار ......

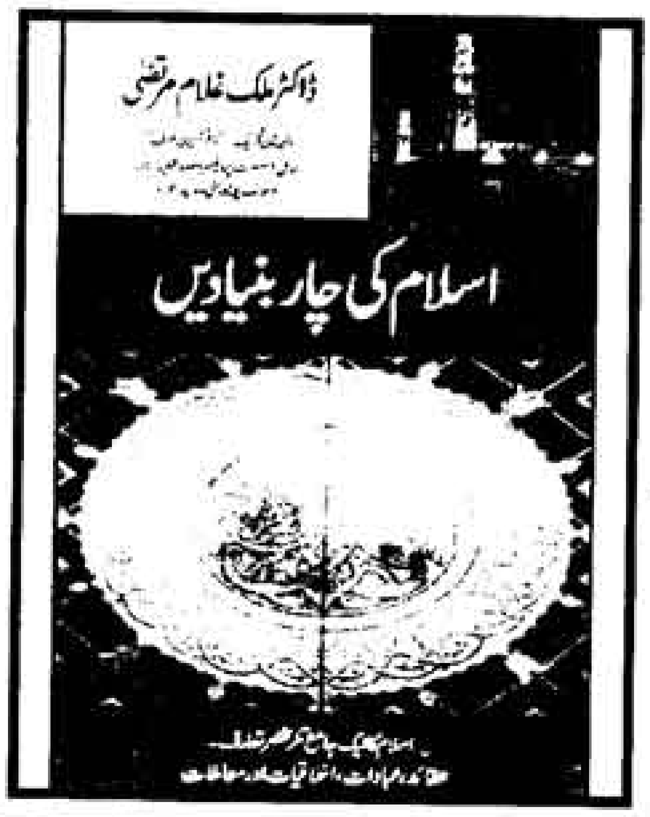

قسط نمبر 6

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی عظیم تصنیف

''اسلام کی چار بنیادیں''

سے اقتباس......

امریکہ میں شعوری عمل اور قبول اسلام

1983ء میں میں شکاگو میں تھا' اخبارات میں اس وقت ایک سرخی چھپی تھی کہ شکاگو اس صدی کے ختم ہوتے ہوتے مسلمانوں کی اکثریت کا شہر بن جائے گا۔ ایک جگہ جلسہ (درس قرآن) تھا۔ وہاں پر چند صحافیوں نے مجھ سے سوال کیا کہ ابھی آپ نے تقریر کی کہ حضور ﷺ کے زمانے میں مسلمانوں نے 83 جنگیں لڑیں اور ساتھ ہی آپ کہتے ہو کہ اسلام تلوار کے زور پر نہیں' شعوری عمل کے راستے' تدبر اور علم سے پھیلا۔ ادھر سے آپ جنگوں کا ذکر بھی کرتے ہیں۔ ہماری تحقیق ہے کہ اسلام سارا دہشت گردی کا نام ہے اور مسلمان قوم ہی دہشت گرد ہے اور اسی دہشت کے ذریعہ ہی اسلام پھیلا! مجھ سے رہا نہ گیا۔ میں نے وہ پرچہ جس میں کہ وہ سرخی چھپی ہوئی تھی کہ "Chicago would be a muslim majority city by the end of century" نکال کر دکھائی اور کہا کہ یہ اخبار میں نے تو شائع نہیں کیا۔ تم لوگوں نے شائع کیا ہے۔ میں نے کہا یہاں ہم لوگوں نے کونسی تلوار آپ کے سر پر لٹکا رکھی ہے کہ تم لوگ دھڑا دھڑ مسلمان ہوتے چلے جا رہے ہو۔ روک لو ان لوگوں کو' مسلمان نہ بننے دو۔ کونسی تلوار ہم نے لٹکا رکھی ہے' کونسے ایٹم بم ہم نے پھینکے ہیں یہاں؟ صرف یہ کہ جو بھی قرآن سمجھتا ہے' مسلمان ہو جاتا ہے۔ ہم نے تو کسی کو کوئی رشوت نہیں دی۔ یہ سیدھا سادہ ایک تحقیقی شعوری عمل ہے جس کے ذریعہ سے ایک غیر مسلم اسلام قبول کرتا ہے۔ ایمان ایک رویے اور سلوک کا نام ہے۔ ایمان کوئی وراثتی چیز نہیں۔ کوئی بھی اتفاقاً (By Chance) مسلمان نہیں ہوتا' اختیاری (By Choice) طور پر مسلمان ہوتا ہے اور اسکی بنیاد علم' تحقیق اور شعوری عمل ہے۔

ایمان کی بنیاد

www.naqshbandiaowaisiah.com

www.naqshbandiaowaisiah.com

ایمان کی بنیادوں میں سے بڑی بنیاد توحید ہے۔توحید کے متعلق قرآن مجید میں بہت آیات ہیں لیکن مجھے جو سب سے زیادہ بنیادی آیت قرآن مجید میں نظر آئی' وہ سورۃ فاتحہ کی آیت ہے جو ہم ہر رکعت میں پڑھتے ہیں۔فرمایا ایاک نعبدو وایاک نستعین ''اے اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے استعانت (مدد) طلب کرتے ہیں''۔صرف تیرے آگے ہی دعا کے لئے ہاتھ پھیلاتے ہیں۔یہ ایمان کی دو بنیادیں ہیں۔

1-عبادت صرف اللہ کی۔ 2-استعانت صرف اللہ سے۔

استعانت کے معنی ہیں کسی ذات سے اس یقین کیساتھ مدد مانگنا کہ یہ میرے سارے کام کرنے والا ہے' یہ میرا کام بنادے گا اسے استعانت کہتے ہیں۔ مثلاً میں کسی سے پانی کا گلاس مانگوں کہ مجھے پانی پلاؤ' یہ استعانت نہیں ہوگی۔ہاں اللہ سے یوں کہوں کہ یا اللہ! تو مجھے پانی پلا' یہ استعانت ہوگی یا اے اللہ! میں بھوکا ہوں' مجھے کھانا کھلا' مجھے رزق عطا کر' یہ استعانت ہوگی۔اے اللہ میں بے اولاد ہوں مجھے اولاد عطا فرما' یہ استعانت ہوگی کسی ڈاکٹر سے جا کر علاج کروانا یہ استعانت نہیں ہوگی لیکن شفا کے لئے ہاتھ کھڑے کرنا' یہ استعانت ہوگی۔اسباب کی دنیا میں سب کچھ دیکھتے ہوئے اصل مسبب' فاعل حقیقی اور اصل قادر مطلق اللہ کو جاننا اور اسی سے مانگنا' یہ استعانت ہے عبادت صرف اللہ کی' استعانت صرف اللہ سے۔یہ توحید کی دو بنیادیں ہیں اور شرک کی بھی یہی دو بنیادیں ہیں یعنی اللہ کی عبادت میں کسی اور کو شریک کر لینا۔اللہ کی عبادت کرتے کرتے کوئی آستانہ' کوئی پیر گھوڑے شاہ درمیان میں آ گیا تو شرک ہو گیا۔

حقیقت شرک

اللہ سے مانگتے مانگتے کسی اور سے بھی مانگنا شروع کر دیا یہ شرک ہو گیا۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔میری امت میں شرک اس طرح سے آئے گا جیسا کہ رات کے وقت ایک اندھیرے کمرے میں چیونٹی جائے۔اندھیرا کمرہ اور رات کا وقت ہو اور اس میں ایک چیونٹی جا رہی ہو' کسی کو وہ نظر نہیں آئے گی۔فرمایا اسی طرح سے شرک میری امت میں آ جائے گا۔یعنی لوگ شرک کے اعمال کو توحید سمجھ کر کریں گے۔

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالے بعض لوگوں کو قیامت کے دن جھڑکیں گے اور پوچھیں گے میں نے جب تم سے کہہ دیا تھا کہ ان اللہ لا یغفران یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء. اللہ تعالیٰ ایک شرک کو معاف نہیں کریں گے اور شرک کے علاوہ باقی جتنے گناہ ہیں سب کو معاف کر دیں گے (اگر چاہیں گے) پھر بھی تم شرک کرتے رہے''۔(النساء ۴۸) تم نے زندگی گزاری تو مشرک کی زندگی گزاری۔وہ جواب دیں گے ثم لم تکن فتنتھم الا ان قالو واللہ ربنا ما کنا مشرکین ''پھر ایسا ہو گا کہ ان کی عقل میں صرف یہی بات آئے گی۔وہ اللہ کے حضور یوں عرض کریں گے ہمارے پروردگار!''ہم تیری قسم کھا کر کہتے ہیں ہم تو مشرک نہیں تھے''۔(الانعام ۲۳) ہم نے تو مشرکوں کی زندگی نہیں گزاری' ہم تو توحیدی بن کے رہے' صرف اللہ کی عبادت کرتے رہے۔

افسوس کہ ہم نے اس آیت کی طرف دھیان نہیں دیا۔اللہ تعالیٰ غضب کے عالم میں پوچھ رہے ہیں کہ تم مشرک بن کے کیوں رہے؟ دوسری طرف وہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

جواب میں کہتے ہیں کہ آپ کے نام کی قسم ہم تو مشرک بن کے نہیں رہے۔نعوذ باللہ کسی کی اس وقت یہ جرات نہیں ہو سکتی کہ اللہ کے سامنے جھوٹ بولے اللہ کے نام کی جھوٹی قسم کھا لے۔اس کا تو کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔سوائے ایک بات کے کوئی اور مفہوم نہیں نکلتا کہ یہ لوگ زندگی بھر مشرک بن کے رہے' شرک کرتے رہے اور اسی کو توحید سمجھتے رہے۔وہ پوری نیک نیتی کے ساتھ شرک کرتے رہے' ان کا مولوی انہیں بتا تا رہا کہ یہی توحید ہے' اس کی گنجائش ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ کے سامنے وہ جرات کریں گے' قسم کھائیں گے اور خلفاً بیان کریں گے کہ ہم تو مشرک نہیں رہے۔یہی بات حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ میری امت میں شرک آ جائے گا' اس طرح سے کہ انہیں پتہ بھی نہیں چلے گا۔جیسے رات کو اندھیرے کمرے میں چیونٹی آ جاتی ہے' دیکھنا مشکل ہوتا ہے' اسی طرح سے شرک ان کے اندر آ جائے گا۔معلوم ہوا کہ ہمیں اس معاملے میں ذرا احتیاط کی ضرورت پڑے گی۔یہ دیکھنا پڑے گا کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ہم شرک کر رہے ہوں اور کبھی ہم نے بیٹھ کے ایمانداری سے غور ہی نہ کیا ہو کہ یہ شرک ہو رہا ہے۔یہاں پھر ایک شعوری عمل کی ضرورت ہے اور اس شعوری عمل کی بنیاد قرآن مجید ہوگا۔ایک شرک یہ ہے کہ کسی چیز سے تم اتنی محبت کرو کہ اللہ کی محبت اس کے مقابلے میں دب جائے تو تم مشرک ہو گئے۔ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ. والذین امنوا اشد حباً للہo ''لوگوں میں بعض ایسے ہوتے ہیں جو اللہ کے ساتھ غیروں کو شریک ٹھہراتے ہیں اور غیروں سے اس طرح محبت کرتے ہیں جیسے اللہ سے محبت ہونی چاہئے۔وہ لوگ جو ایمان لائے ہوئے ہیں' ان کی محبت اللہ سے شدید ترین ہوتی ہے'' (البقرہ 165) معلوم ہوا کہ اگر اللہ سے شدید ترین محبت ہے تو ایمان ہے اور اللہ سے شدید ترین محبت نہیں ہے' کسی اور سے ہے تو جس سے شدید ترین محبت ہے' اسی کو ہم نے خدا بنا رکھا ہے۔اسی لئے حضور پاک ﷺ نے فرمایا۔تعس عبدالدرھم تعس عبدالدینار عبدالخمیلہ تعس عبدالخمیصہ درہم کا عبد ہلاک ہو گیا تعس عبدالدینار دینار کا عبد ہلاک ہو گیا یعنی دینار کو جس نے معبود بنا رکھا ہے ہلاک ہو گیا فرمایا تعس عبدالخمیلہ کرسی کا عبد' کرسی کا بندہ ہلاک ہو گیا' جبہ دوستار کا بندہ ہلاک ہو گیا۔

فرمایا۔من شغلک عن اللہ فھو صنمک ''جس نے تمہیں اللہ کی یاد سے غافل کر دیا' وہی تمہارا بت ہے' تم اسی کے پجاری ہو''۔

اس کو شرک فی المحبت کہتے ہیں۔یعنی ہم اللہ کو مقصد یا ترجیح (Priority) نمبر 1 بنانے کی بجائے کسی اور چیز کو ترجیح (Priority) نمبر 1 بنا دیں' اللہ کو محبوب حقیقی بنانے کی بجائے کسی اور چیز کو محبوب حقیقی بنایا جائے اور اللہ کی محبت اس کے مقابلے میں دوسرے تیسرے درجے پر آ جائے' یہ شرک ہو گیا۔

(جاری ہے)

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

تعارف کتب

نام کتاب: حیات طیبہ "حصہ اول"

موضوع: سوانح حیات مجدد طریقت قلزم فیوض بحر العلوم
حامل قرب عبدیت حضرت العلام مولانا اللہ یار خان رحمتہ اللہ علیہ

ترتیب وتالیف: ابوالاحمدین

صفحات: 717

قیمت 600/- روپے

ناشر: ادارہ نقشبندیہ اویسیہ دارالعرفان منارہ ضلع چکوال

تقسیم کار: اویسیہ کتب خانہ اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ لاہور
فون 042-5182727

گفت شیخ

کسی بھی ہستی کی سوانح ایک بہت مشکل اور تحقیق طلب کام ہوتا ہے تاریخ میں واقعات اُن کا وقت اور مقام ہی اگر چہ بہت دقت طلب کام ہے مگر بین السطور پس منظر کا اظہار اصل کمال ہوتا ہے جو تاریخی حقائق کو حافظے میں ثبت کر دیتا ہے۔ دوسرا شعبہ ہے انساب کا جس میں فرد' قبیلہ' ولادت اور رحلت کے اوقات کے ساتھ عمومی حالات میں اُس کی خصوصیات کا اُجاگر کرنا گویا کنج چمن میں پھول کھلانا اور شاخ شجر کی طرح جملوں کو آراستہ کرنے کا ہے۔ جبکہ سوانح نگاری میں ان دونوں شعبوں کو سمونا پڑتا ہے۔

سب سے مشکل کام صوفیا کی سوانح نگاری ہے اکثر حضرات کی سوانح دیکھیں تو احساس ہوا کہ جن امور کو انہوں نے کبھی اہمیت نہ دی سوانح نگار نے انہیں کرامات شمار کیا اور وہ عظیم امور جو اُن سے ظہور پذیر ہوئے سوانح نگار انہیں جان ہی نہ سکا۔ لہذا وہ تحریر جب بھی کسی صاحب نظر نے دیکھی' دکھی ہوا اور عامتہ الناس کے لئے راہنمائی کی بجائے عقیدہ میں پسماندگی کا سبب بنی۔ الا ماشاء اللہ

یہاں سب سے مشکل کام جو نہیں ہو سکتا وہ کیفیات کو بیان کرنا ہے مگر سوانح نگار اگر وہ نتائج بیان کر سکے جن کا باعث اُن کی قلبی کیفیات بنی تھی تو ایک حد تک سوانحی خاکے کا حق ادا ہو جاتا ہے۔

زیر نظر سوانح ایک ایسی ہستی کی ہے جس کا تعارف یہ ہے کہ عہد نبوی میں جسے ایمان کے ساتھ صحبت نصیب ہوئی' صحابی بنا۔ مرد عورت امیر غریب پڑھے لکھے ان پڑھ سب۔ صحابی کی صحبت کا ہر فرد تابعی اور تابعین کی صحبت کا ہر شخص تبع تابعی بنا۔ پھر ہر محفل میں چند افراد ہی چنے گئے جب کہ خیر القرون کے بعد صرف ایک نام ہے مولانا اللہ یار خان جن کی محفل میں ہر آنے والا کیفیات قلبی پا گیا۔ اس سے زیادہ تعارف کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ سوانح نگار کے لئے دل سے دعا کرتا ہے۔

امیر محمد اکرم اعوان

03-07-2004